www.novelsclubb.com
ہرمز
عفت عطاء
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

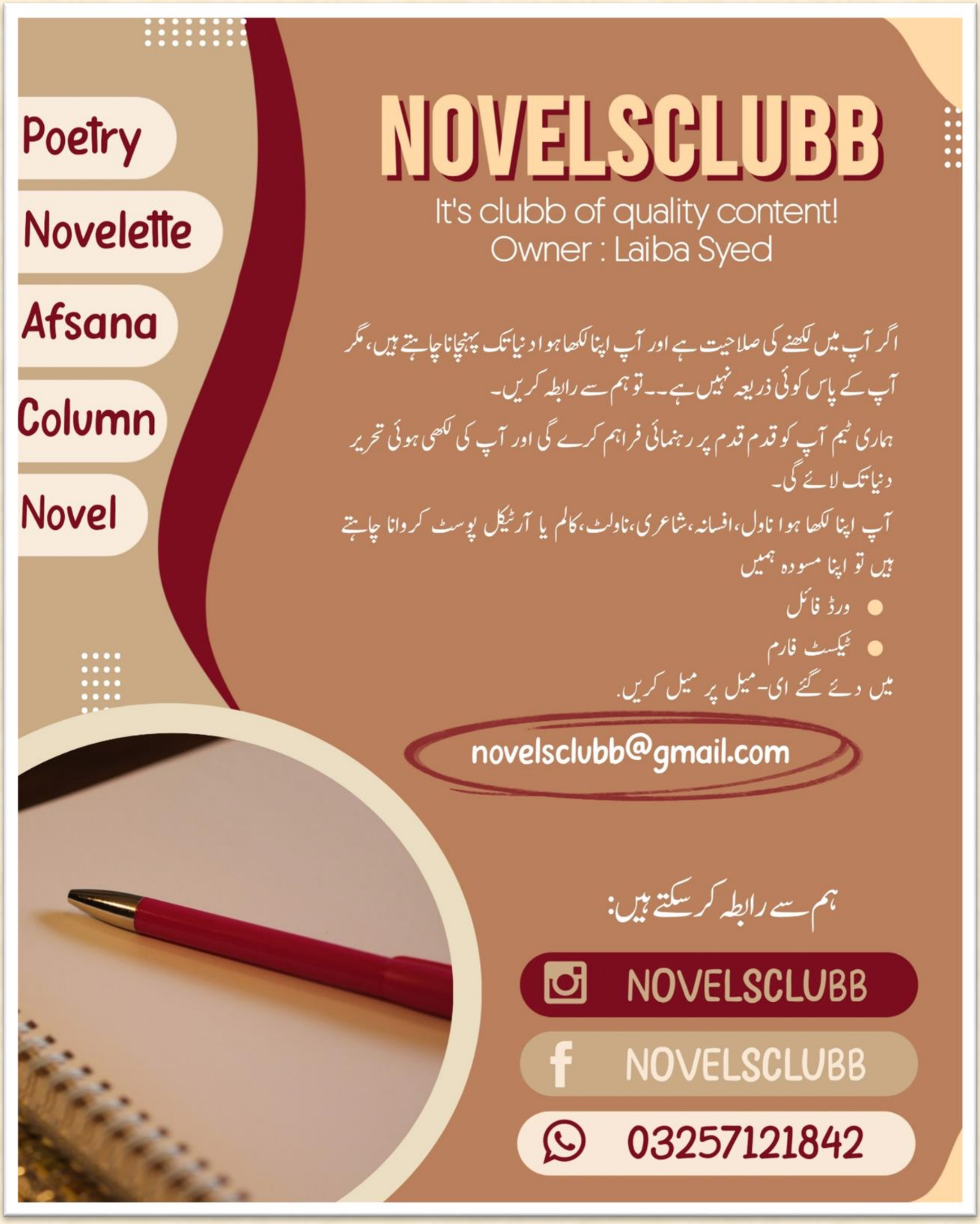
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر
آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر
دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے
ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیے گئے ای-میل پر میل کریں۔
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

ہُرمُز

از قلم

عفت عطاء

Clubb of Quality Content!

اندلس شمالی افریقہ کے بلکل سامنے یورپ کے جنوب مغربی کنارے پہ ایک حسین جزیرہ نما ہے جگہ ہے، موجودہ دور میں یہاں پر تگال اور سپین دو ممالک واقع ہیں کسی زمانے میں یہ دو ممالک مغربی دنیا کے عظیم ترین ممالک میں شمار ہوتے تھے۔ مسمانوں کی فتح سے پہلے یہاں کی حکومت سلطنت روم کی ہمسر تھی مگر مسلمانوں کے دور میں یہ پورے یورپ میں اسلامی روشنی کا منار تھا۔ اندلس کی فتح کے بعد طارق بن زیاد نے یہاں اپنے فوجی دستوں کو چھوڑ دیا جنہوں نے یہاں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو فتح کیا، اس فتح کے بعد مسلمانوں نے یہاں تقریباََ پانچ سو سالوں تک حکومت کی۔

"گو کہ ملک اور شہر حقیقی ہیں مگر کہانی "ہُرمُز" میں دیکھائے جانے والے تمام کردار اور واقعات فرضی ہیں، کسی کی حقیقی زندگی یا قدیم اندلس میں مسلمانوں کی پانچ سو سالہ حکومت سے اس کہانی کی مماثلت محض اتفاق ہی ہو سکتی ہے"

انتساب

"میری پہلے محنت، میری پہلی کوشش اور میری پہلی تحریر کا ایک ایک حرف اللہ تعالیٰ کے نام جس نے مجھے پیدا کیا جمے ہوئے خون سے اور علم سکھایا قلم کے زریعے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہرمز

از قلم: عفت عطا

باب: سوم

تختہ دار

زرد روشنی نے پورے کمرے کو اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا، کھڑکی سے آتی سہانی ہوا کے دوش پہ پردوں میں تواتر نرم نرم ہلچل جاری تھی، یہی وقت تھا جب دور کہیں فجر کی آذانیں بلند ہوئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اللہ اکبر"

"اللہ اکبر"

موذن کی آواز بغیر کسی تردید کے کھلی کھڑکی سے باآسانی اندر داخل ہو رہی تھی چند ساعتیں بیتیں اور معمول کے مطابق اس کی آنکھ کھل گئی، گردن اٹھاتے ہی لبوں سے بے ساختہ کراہ نکلی ہاتھ سیدھا گردن تک گیا، پوری رات میز پہ سر رکھ کر سونے کے سبب

اسے اپنی گردن اکڑی ہوئی محسوس ہوئی، انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے آنکھوں کو دباتے وہ اٹھا اور کھلی کھڑکی کے سامنے آیا، اسے ہر موسم میں کھڑکی کھول کر سونا پسند تھا۔

"حی علی الصلاۃ"

"حی علی الفلاح"

موذن کی آواز میں سننے والوں کے لیے پیغام تھا، جاگنے والوں کے لیے دعوت تھی اور غافلوں کے لیے تہدید، کھڑکی سے منہ باہر نکالتے اس نے تازہ ہوا کا سانس اپنے اندر اتارا اور مسجد جانے کی نیت سے کمرے کا دروازہ کھولتا نکل گیا، دروازہ بند ہوتے ہی زرد روشنی میں نفیس کمرہ خالی رہ گیا تھوڑی دیر بعد عجیب سی سرگوشیاں جاری ہوئیں جو میز کی جانب سے ابھر کر پورے کمرے میں معدوم ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ ہمیشہ کی طرح وہ میز آج بھی بے ترتیب تھی اور اسی بے ترتیبی میں وہ صفحہ اپنی سرگوشیوں میں مصروف تھا جس پہ تھوڑی دیر پہلے نوادر سر رکھے سو رہا تھا۔

"تیسرا خط"

ہر گزرتا دن مسلمانوں کے لیے ایک نئ آزمائش لے کر طلوع ہوتا ہے ایک ایسا امتحان جو ہمارے صبر ، قوتِ برداشِ اور اللہ پر توکل کے معیار کا پیمانہ ثابت ہوتا ہے۔دن کا آغاز ہوتے ہی ہمارے ذہنوں میں سوچوں کے بھنور گردش کرنا شروع ہوتے ہیں، ہماری ادھوری حسرتیں ایک ایک کر کے ہمیں یاد آنا شروع ہو جاتی ہیں اور یہیں ہم عہد باندھتے ہیں کہ ان ادھوری حسرتوں کو تکمیل تک پہنچانے کی سعی کرنی ہے، یہ ہمارا پہلا قدم ہوتا ہے اپنی ذات کو تختہ دار پہ رکھنے کا اپنے اوپر ناجائز خواہشات کے رنگ کو مسلط کرنے کا، کچھ نہ ملنے کی محرومی ہمارے دلوں کو شکست سے بھر دیتی ہے ہمارا اللہ پہ توکل کمزور ہو جاتا ہے، ہم مسلمان دھیرے دھیرے بربادی کے تختہ دار کی سمت جا رہے ہیں، ہماری دنیا اور آخرت دونوں گھرے اندھیرے میں ڈوب رہی ہیں، ہم اللہ کی وسعتوں سے نظریں پھیرے خود کو تاریکی کی نظر کر رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں آخر وہ کیا چیز ہے جو ایک مسلمان کو اسلام سے دائرے سے دور اور جہالت کی تاریکی کے نزدیک کر رہی ہے، دنیا کے ساتھ ساتھ ہمارے دلوں کو بھی بدل رہا ہے، کیا ہمارا ایمان کمزور ہو گیا ہے، کیا ہم اللہ کے سوا کہیں اور مدد تلاش کر رہے ہیں اگر ہاں تو یقیناً ہم بربادی کے دہانے پہ کھڑے ہیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

شہر؛اکیتین

سلطنتِ روم

(1389-1350)

سردی اس شدت کی تھی کہ اس کے منہ سے نکلنے والا دھواں ہوا میں بھاپ کی صورت تحلیل ہو رہا تھا اور اس سردی کو محسوس کرنا والا وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اکیتین کا ہر شخص اس کے بچنے کے لیے کوشاں تھا، قلعے کی بالائی منزل پہ کھڑے اس کے آنکھیں اس حصے کا احاطہ کیے ہوئے تھیں جہاں ایک کے بعد ایک ریڑھی رکتی اور اس میں سے سامان قلعے کے اندر منتقل کیا جاتا، اکتین کے کمانڈر کی شادی تھی اور اس میں ہر فرد کی شراکت لازم تھی، قلعے میں رفتہ رفتہ مہمانوں کی آمد و رفت جاری تھی تمام قریبی شہروں تک شادی کا پیغام پہنچ چکا تھا۔

"مجھے امید ہے کہ ہماری یہ شراکت مستقبل میں ہمارے بہت کام آئے گی" بنیامین اس کے برابر میں ایستادہ ہوا۔

"مگر مجھے تم یہودیوں سے اچھی امید نہیں ہے" وہ منظر سے نظریں ہٹائے بغیر بولا، چہرے کی زاویے بگڑ چکے تھے "تم کب کسے ڈس لو کچھ خبر نہیں"

بنیامین نے ناک سے مکھی اڑائی "ہم ڈستے ہیں تو جسم سے روح نکل جاتی ہے داریوش لیکن اگر مسلمان ڈس لیں روح وہیں ملحق رہ جاتی ہے اور یہ بات تم سے زیادہ کون جان سکتا ہے" اس نے کنکھیوں سے داریوش کے بدلتے تاثرات دیکھے "تم بھی تو انہیں کے ڈسے ہوئے ہو، اپنی ماں تو یاد" وہ آگے نہیں بول سکا، غیض و غضب میں غراتے داریوش نے اس کی گردن کو اپنے نرغے میں لیا اور گرفت آخری حد تک مضبوط کی۔

"میری ماں کے بارے ایک لفظ نہ نکالنا اپنی زبان سے بنیامین ورنہ میں تمہاری زبان حلق سے کھینچ لوں گا" سرخ چہرے سے وہ ہذیانی انداز میں غرایا، بنیامین کا رنگ نیلا پڑنے لگا، حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں برامد ہونے لگی "مجھے ایک لمحے نہیں لگے گا تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس شراکت کو مٹی میں ملانے میں" ناگوری سے کہتے اس نے جھٹکے سے بنیامین کو پیچھے دھکیلا، وہ دُھرا ہوتا جھکا اور گردن پہ ہاتھ رکھے منہ کھول کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

َ-"چلو۔۔یہ بات تو واضح ہوئی" گردن پہ ہاتھ رکھتے وہ سیدھا ہوا اور پھولے سانس کے درمیان بولا "کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو شدید ناپسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ہماری شہزادی تمہارا دل جیت لی گی"

داریوش نے اس کی بات کا کوئی اثر نہ لیا، بنیامین کی نیلی آنکھوں میں شناسا شیطانی چمک ابھری ،یہی مناسب وقت تھا۔

وہ سانس ہموار کرتے وہ چند قدم لیتا وہاں کھڑا ہوا جہاں کچھ دیر پہلے داریوش کھڑا تھا "میں جانتا ہوں وہ کہاں ہے"

داریوش چونکا پھر نافہمی سے اس کی جانب پلٹا۔

بنیامین نے رخ اس کی جانب موڑا اور براہراست اس کی آنکھوں میں دیکھا "تمہاری ماں"

داریوش کی رنگت متغیر ہوئی، روح کہیں خلا میں ملحق ہوتی محسوس ہوئی، بنیامین اس کے کان کے پاس جھکا اور سرگوشی کی۔

"تمہاری ماں۔۔۔اندلس کے سلطان قاسم بن قیصر کے پاس ہے"

اس کے دل پہ گھونسہ لگا، حواس شل ہوگئے، سرگوشی صور کی صورت تھی اسے اپنی سماعت سلب ہوتی محسوس ہوئی، وہ بے اختیار جھکا اور مینڈر پہ ہاتھ رکھے لمبے لمبے سانس لیے۔

"کیا تم جانتے ہو داریوش وہ کہاں ہیں" وہ بتا رہا تھا مگر اس میں سننے کی ہمت نہیں تھی، وہ مڑنا چاہتا وہ اسے روکنا چاہتا تھا اس کی گردن دبوچنا چاہتا تھا مگر قوت ختم ہو چکی تھی "وہ انیس سال سے قرطبہ کے محل میں ہے"

"تم بکواس کر رہے ہے" اس نے پورے قوت لگائی مگر آواز بمشکل نکلی "تم یہاں صرف فتنے پھیلانے آئے ہو تم نے پہلے بھی جھوٹ بولے اور اب بھی تم بکواس کر رہے ہو" اب کے آواز قدرے اُنچی تھی، رگیں تن گئی "دفعہ ہو جاؤ میرے قلعے سے" وہ سپاہیوں کو بلانے کے ارادے سے پلٹا۔

"کمانڈر" ان کے پاس رکتے اولیویا نے ایک اچٹی نگاہ بنیامین پہ ڈالی پھر داریوش کی جانب متوجہ ہوئی جس کی آنکھوں سے شرارے پھوٹتے محسوس ہو رہے "مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے"

"پہلے تم سپاہیوں کو بلاؤ اور اس آدمی کو میرے قلعے سے باہر پھینکواؤ" وہ دانت پیس کر بولا، بنیامین کا سر افسوس سے نفی میں ہلا۔

"کمانڈر انہوں نے سچ کہا تھا مسلمان اکیتین میں داخل ہو چکے ہیں"

وہ ٹھہر گیا،بنیامین نے فخریہ گردن جھٹکی"میں اتنی دور سے صرف ایک اندازہ لے کر نہیں آیا تھاداریوش مجھے سو فیصد یقین تھااور اب جو میں نے کہااس پہ بھی غور کرنا،ہو سکتا ہے اس بات ثبوت تمہیں تمہارے"اس نے نگاہ اٹھا کر اطراف میں گھمائی"اسی قلعے میں ملے"

"مجھے تفصیل بتاؤاولیویا تمہیں کیسے پتہ چلا"اس کے جاتے ہی داریوش نے اولیویا کا بازو گرفت میں لیااور اسے دیوار سے لگایا"ایک ایک چیز بتاؤ مجھے"

اولیویا نے گہرا سانس بھرا"تاتاری جادو سے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"خیریت تو ہے استاد آپ اتنی عجلت میں کہاں جارہے ہیں"بنیامین کو تیزی سے داہداری پار کرتے دیکھ وہ فورا پیچھے لپکا۔

"ہم اپنے ٹھکانے پر جارہے ہیں پاریس،اندلس پیغام بھیجنا ہے"وہ تیز تیز قدموں سے قلعے کے احاطے میں پہنچا،چہرے کے تاثرات فیصلہ کن تھے۔

"کیسا پیغام استاد"

وہ رک کر پاریس کی جانب پلٹا، نیلی آنکھوں میں بلا کی چمک تھی "قرطبہ حاصل کرنے کا پیغام پاریس، ہر پتھر کو راستے سے مار کر ہٹانے کا پیغام"

"کیا" پاریس کا منہ کھل گیا "کیا واقعی استاد۔۔میرا مطلب اتنی جلدی" اطراف کا خیال کرتے اس نے بمشکل اپنے جذبات پہ قابو پایا۔

"یہ جلدی نہیں ہے پاریس، تخت کے راستے آنے والے بہت ہیں اور ہر فرد کو مارنا آسان نہیں اس میں بہت وقت لگے گا" کہتے وہ سیدھا ہوا اور قدم بڑھانے چاہے مگر اسے ایک بار پھر رکنا پڑا، قلعے کے احاطے سے شراب خانے کا مالک چلتا آ رہا تھا۔

اندریو نے گزرنا چاہا مگر وہ دو مرد اس کے راستے میں کھڑے تھے۔

" جسٹن اندریو" پراسرار لہجے میں کہتے بنیامین نے اس کے گرد گھومتے اوپر سے نیچے تک اس کا جائزہ لیا۔

"تم جوان ہو گئے ہو" وہ بھنویں اچکائے بولا، چہرے پہ حیرت ہی حیرت تھی۔

اندریو کی بھوری آنکھوں میں ایک ثانیے کو شناسائی ابھری مگر چہرہ ہنوز سپاٹ رہا "اور تم بوڑھے ہو رہے ہو" اس کی آنکھوں میں دیکھتا وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

"جانے بھی دو" اس نے ہاتھ جھلایا "ویسے کبھی تم مجھے ماموں کہتے تھے"

"تب میری ماں زندہ تھی" چبا چبا کر بولتے وہ بنیامین کے ایک طرف کرتے لمبے لمبے ڈک بھرتا گزر گیا

☆☆☆☆☆☆

سنہری آنکھیں ساکن ہوئیں ہرمز کو لگا کسی نے قرطبہ کی ساری برف اس کے سر پہ گرادی ہے، قیمت بہت خاص ہو گی اسے اندازہ تھا مگر وہ خاص اس کی اپنی زات ہو گی یہ اندازہ نہیں تھا۔

"آپ کو نکاح کرنا ہو گا مجھ سے" وہ کہہ رہی تھی۔

اس نے لب کھولے مگر الفاظ نہ ملے، وہ کہنا چاہتا تھا مگر زبان ساکن رہی، فارس سے عراق ، عراق سے یروشلم تک وہ کبھی ایسی حالت کا شکار نہیں ہوا، قوتِ گویائی سلب ہونا کسے کہتے ہیں اس کا بات صحیح معنوں میں اندازہ تو اسے اب ہوا تھا یعنی اندلس کے سفر میں، اور اب اس سفر میں اس سے عقد کا مطالبہ کیا جا رہا تھا، اسے سننے میں خطا نہیں ہو سکتی، یقیناوہ یہی کہہ رہی ہے۔

"اوہ الھی" وہ بھونچکا کر رہ گیا تھا۔

"شہزادی! آپ کو اندازہ بھی ہے کہ آپ کہاں اور کس سے کیا بات کر رہی ہیں" کچھ وقت گزرا اور تحیر کی جگہ غصے نے لے لی، کڑے تیور لیے اس نے شہزادی سے کہا، آواز میں صدمے کی آمیزش تھی۔

زلیخا کی سیاہ آنکھیں بدستور اس کے شاکی چہرے پہ جمی تھیں "میں نے آپ کے سامنے ۔۔۔۔ نکاح کی پیشکش رکھی ہے" وہ ٹھہر ٹھہر کے گویا ہوئی۔

"کیا یہ پیشکش تھی" وہ فی الفور بولا، لہجے میں طنز کا عنصر نمایاں تھا، زلیخا نے مٹھی بھینچ لی "پھر تو یقیناً میرے پاس انکار کا اختیار بھی ہو گا محترم شہزادی" بھنویں اچکاتے اس نے نہایت سادگی سے جاننا چاہا۔

زلیخا کے چہرے پہ استہزیہ مسکراہٹ بکھری جیسے اسے اس بات کا اندازہ پہلے سے ہو، وہ آنکھوں میں قدرے اشتیاق سموئے اس کے نزدیک ہوئی "تم میرے مقروض ہو ہرمز توران، یہ قرض ایک نئی زندگی کا ہے، ایک نئی جان کا اور جو مقروض ہوں ان کے پاس اختیار کی گنجائش نہیں ہوتی" آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی اس تمام دورانیے میں اسے ایک لمحہ لگا "آپ" سے "تم" تک کا سفر طے کرتے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

یہ وار مخالف کی خودداری پہ ہوا تھا، تیور مزید سخت ہوگئے، ہاتھوں کی شریانیں پھول گئی ،چہرے کی رنگت مزید سرخ ہوئی "میں اس طرح آپ کو اپنا استحصال کرنے کی اجازت کسی صورت نہیں دوں گا شہزادی" باگ پہ گرفت مضبوط ہوئی، اس لے اعصاب تن چکے تھے ،وہ دانت پیس کر ضبط سے بولا، یہ واضح انحراف تھا جو شہزادی کی انا پہ ضرر کے مترادف ثابت ہوا۔

"استحصال کیسا ہرمزتوران "اس نے تند نگاہوں سے اسے دیکھتے سوال داغا" کیا وہ تم نہیں تھے جس نے ہر قیمت ادا کرنے کی یقین داہانی کروائی تھی ہاں، میں نے اس جنگل میں تمہاری جان بچائی تھی" چبا چبا کر کہتے اس نے سیاہ زرہ پہ انگلی سے دستک دی" مجھے دیکھو ہرمزتوران میں وہ عورت ہوں جس نے ہر سوچ کو بلائے طاق رکھتے تنہا تمہاری جان بچائی، تمہاری اس نئی زندگی کا زریعہ میں ہوں "اس نے میں پہ زور دیا" کیا تمہارا ضمیر تمہیں اجازت دیتا ہے کہ تم مجھے انکار کرو" سراپا سوال بنی وہ غرائی "پوچھو اپنے ضمیر سے، کیا تم مجھے انکار کر سکتے ہو" مخالف سمت گہری خاموشی تھی وہ بھی کتنے ہی پل دم سادھے اُن سنہری آنکھوں میں دیکھتی رہی، اس کرۂ ارض پہ کچھ لوگ ہیں ایسے جن کے کیے گئے فیصلے نہ تو آپ کے دباؤ کی زد میں آکر تبدیل ہوتے ہیں نہ جذبات کی زد میں، سامنے کھڑا سنہری آنکھوں والا مرد بھی زلیخا کو

انہی میں سے ایک لگا شاید وہ اس کے انکار کو اکسی بھی طرح قرار میں نہیں بدل سکتی تھی۔ دل مایوسی کی گہری کھائی میں گرا، اسی طرح ہاتھ نیچے گرائے شہزادی نے دونوں پہلوں سے لباس اٹھایا۔

"آپ کے قیمتی لمحات میں مخل ہونے کے لیے میں تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں سپہ سالار" وہ پہلی بار اس سے اتنے رسمی انداز میں مخاطب ہوئی "اجازت دیں"

"تم" سے "آپ جناب" کا سفر ایک بار پھر سے طے ہوا اور اس بار یہ سفر نہایت پُر تکلف تھا، باوقار انداز میں سر کو خم دیتے وہ نزاکت سے مڑی، تربیت یافتہ شہزادی ہونے کا احساس اس کے ایک ایک طرز میں شامل ہو گیا تھا، خاموش نگاہوں سے ہرمز نے زلیخا کی پشت دیکھی، اپنا سر اس کے بازو سے رگڑتے ملکہ نے ٹانگیں زمین پہ مارتی کچھ کھروچ رہی تھی، اس کے گلے میں ایک نامحسوس سی گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی، سنہری آنکھوں متفکر تھیں۔

"میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا" شہزادی کے قدم رک گئے مگر وہ پلٹی نہیں۔

"کہ میں اس عورت کو انکار کروں جس نے ہر سوچ کو بلائے طاق رکھتے جنگل میں تنہا میری جان بچائی" وہ پلٹی مگر قدم نہ بڑھائے۔

"جیسا کہ میں نے کہا تھا میں اپنے قول پہ قائم ہوں، میں آپ سے نکاح کی پیشکش قبول کرتا ہوں" (کیونکہ انکار کا اختیار نہیں ہے میرے پاس) سرد لہجے میں کہتے اس نے ملکہ کو شانت کرنا چاہا، زلیخا کے قدم اسی کی سمت بڑھے وہ دیکھ سکتا تھا۔

چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ اس کے سامنے آئی "جب تم نے میری پیشکش قبول کر لی ہے تو پھر دیر نہیں کرنی چاہیے یہ نکاح آج رات ہی ہو گا" (وہ ایک بار پھر "آپ سے "تم" پہ آئی) "آج رات "اس کا سر چکرا کر رہ گیا، صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا، سامنے کھڑی شہزادی مسلسل اس کے ضبط پہ کڑا امتحان ثابت ہو رہی تھی "یہ بہت جلد ہے شہزادی آپ کو تھوڑا توقف لینا چاہیے یا آپ کو لگتا ہے میں پھر جاؤں گا اپنی بات سے "ہرمز کو لگا وہ اتنا بے بس کبھی جنگ کے میدانوں میں نہیں ہوا جتنا اس پُل پہ کھڑا ہو رہا تھا محل کا یہ پُل اسے پُل سراط سے زیادہ دشوار معلوم ہوا، اسے اس لمحے اپنے محل آنے پہ شدید پچھتاوا اور اس سے زیادہ تخت اس عورت کے لیے چھوڑنے پہ ہوا۔

"زلیخا نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اور تحمل سے اس کے سامنے کھڑی ہوئی "تمہاری جان بچاتے ہوئے میں نے توقف نہیں لیا ہرمز توران تمہیں نہیں لگتا میرے معاملے میں بھی

انہی اصولوں کو قائم رہنا چاہیے،اور ہاں مجھے یقین نہیں ہے تم" اس نے سادگی سے شانے اچکائے۔

"احسان کر کے جتانے والوں کے بھی کوئی اصول ہوتے ہیں کیا" اس نے حساب بے باک کیا۔

(گستاخ آدمی) احساس ہتک سے شہزادی کا چہرہ سرخ پڑ گیا،لب بھینچے اس نے خشمگیں نگاہوں سے سنہری آنکھوں کو دیکھا۔

"میں آج رات اپنے گھر میں منتظر ہوں گا آپ کا" اسے اور کوئی راستہ نظر نہ آیا "اب مجھے اجازت دیں کیونکہ آپ کی ریاست مجھے میرے کام کا معاوضہ دیتی ہے پُل پہ کھڑے ہو کر کسی شہزادی کی پیشکش قبول کرنے کا نہیں" لہجے میں طنز کا عنصر نہیں تھا مگر زلیخا کو وہ طنز ہی لگا ،سر کو خم دیتے انکساری سے بھرپور لہجے میں کہہ کر وہ ملکہ پہ بیٹھا اور بغیر مڑے دور ہوتا گیا۔

وہ مرد باغی تھا یا حد سے زیادہ بے مروت وہ سمجھ نہ پائی،اس کی نگاہوں نے دور تک اُسے دیکھا پُل کے دوسرے دہانے پر پہنچتے اس نے ملکہ کی لگام کھینچی ملکہ کے قدم رک رگئے،اسی طرح بیٹھے وہ نیچے جھکا اور زمین میں پیوست تیر کھینچ کر نکالا،شہزادی نے دلچسپی سے یہ منظر دیکھا،سیدھے ہوتے اس نے ہلکا سا رخ موڑا،دور سے ہی سنہری اور سیاہ آنکھوں کا تصادم

ہوا، ہاتھ پیٹھ کی جانب لے جاکر ہرمز نے سفید پروں والا تیر زرہ میں ٹکایا اور لگام کو ایڑھ لگائی اب کے رفتار تیز تھی، چند پل لگے اور بھوری ملکہ پہ بیٹھا سپہ سالار منظر سے غائب ہو گیا۔

"ایک مسئلہ تو حل ہوا" ایسا اسے لگا تھا، پر سکون ہوتے اعصاب کے ساتھ واپس پلٹتے وہ متناسب رفتار سے روش پہ قدم اٹھاتی جا رہی تھی۔ کل صبح ہوتے ہی وہ اپنے نکاح کا والدہ کو بتا دے گی، سوچتے ہوئے اس کی نگاہ سامنے آ ٹھی زلیخا کا پورا وجود ٹھہر گیا۔

"ہلال" اس کے لب بے آواز ہلے، سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری یہ چمک اب تک دیکھی جانے والی نہ تھی، اس چمک میں دیوانگی، عشق، جنون رقم تھا، لباس اٹھائے وہ دیوانہ وار بھاگی اس بار کی فتار بھی الگ تھی۔ اس تک پہنچتے زلیخا نے سانس لیے بغیر اس کی گردن کے گرد بازو پھیلائے اور پھولی ہوئی سانس کے درمیان وہ بولی۔

"تم۔۔۔۔ تم اپنے ساتھ میری آنکھوں کا نور بھی لے گئے تھے" زلیخا کا ایک ہاتھ اس کے گرد گردش کر رہا تھا" اور اب جب کہ تم واپس آ گئے ہو تو میری ساری دنیا روشن ہو گئی ہے" کہتے وہ چند قدم پیچھے ہوئی، جو شیلے انداز میں زلیخا کے گرد گھومنے وہ اپنی سامنے والی دونوں ٹانگیں موڑتا جھکا، وہ بے اختیار ہنستے ہوئے جھکی اور اس سر سے سر ٹکرایا۔

"تمہاری ٹانگ کیسی ہے، مجھے امید ہے طبیب نے میرے ہلال کو زیادہ پریشان نہیں کیا ہو گا" زلیخا نے اس کی دائیں ٹانگ کے جوڑ کا معائنہ کیا، ہلال نے ٹانگ کو اوپر کی جانب موڑا، وہ گہرا مسکرائی "تو تم بلکل ٹھیک ہو گئے ہوئے" کہتے ساتھ وہ اس کی موڑی ہوئی ٹانگ پہ پاؤں رکھتی ایک جست میں اس پہ سوار ہوئی، اس کے چہرے پہ الوہی چمک تھی جیسے اپنا کھویا ہوا سب سے قیمتی خزانہ مل گیا ہو۔

"میرے پاس بہت سے راز جمع ہو گئے ہیں ہلال سب سے پہلے تو میں تمہیں قرطبہ کے نئے سپہ سالار کے بارے میں بتاتی ہوں" وہ مخالف سمت میدان کی جانب جا رہے تھے، ہر پل کے ساتھ ہلال کے قدموں کی آواز اور زلیخا کے بولنے کی آواز دور ہوتی جا رہی تھی، محل کے کئی سپاہیوں نے شہزادی کو گھوڑے سے باتیں کرتے دیکھا بعض اوقات وہ اسے پاگل تصور کرتے تو بعض اوقات عجیب، ایک مکمل سیاہ گھوڑے کا نام اس نے ہلال رکھا تھا، دیکھنے اور سننے میں عجیب تھا مگر ایسا ہی تھا۔

☆☆☆☆☆☆

دروازہ کھلنے کی آواز پہ میز پر جھکے اس نے چونک کر سر اٹھایا، پورے محل میں یہ دروازہ بغیر اجازت صرف طلسی ہی کھول سکتی تھی، ہر کام ادھورا چھوڑ کر وہ اس کے استقبال کو اٹھا، طلسی بغیر کوئی بات کیے میز کی دوسری جانب کرسی پہ بیٹھی اور چہرے کا پردہ گرایا، جلی ہوئی جلد کا زخم ہنوز تازہ تھا، اس کے بیٹھتے التمش نے بھی کرسی سمبھالی۔

"کوئی مسئلہ ہے کیا" میز کے وسط میں رکھے جلتے چراغ کی روشنی میں التمش نے بغور اس کی سوچ میں ڈوبی سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

"شہزادی" وہ شدید غیر آرام دہ تھی مگر اس کے باوجود وہ التمش سے راز نہیں رکھ سکتی تھی۔

التمش کی پیشانی پہ بل پڑے، شہزادی کے زکر پہ اس کے تیور بدل گئے "شہزادی کیا"

طلسی نے ٹھنڈا سانس بھرا "شہزادی نے اسے نکاح کی پیشکش کی ہے"

التمش آغا ششدر رہ گیا، آس پاس کی ہر چیز گہرے سناٹے کی زد میں آگئی، شہزادی نے کس کو پیشکش کی اسے یہ جاننے کی قطعا ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

"شہزادی نے اسے۔۔۔۔ نکاح کی پیشکش کی ہے؟" بے یقینی سے دھراتے اس نے تصدیق چاہی، طلسی کی آنکھیں اسی پہ جمی تھی، اسے اسی ردِ عمل کی توقع تھی کہ یہ خبر التمش کے

مضبوط اعصاب کو ہلا دے گی، یہ چیز بھلے اس کے لیے پریشان کن تھی مگر اس کے برعکس التمش کے تاثرات نے اسے خاصہ محظوظ کیا۔

"اس نے کیا جواب دیا؟" بہت تگ و دو کے بعد وہ کرسی سے اٹھا آس پاس ہوا تنگ ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔

طلسی بے ساختہ ابھرنے والی مسکراہٹ دبائی "وہی جس کی استطاعت تھی اس کے اختیار میں" کہتے نے مسکراتی آنکھوں سے التمش کے چہرے کا جائزہ لیا، وہ جانتی التمش کے نزدیک یہ ناممکنات میں سے ایک ہے۔

اس جواب پہ تو وہ دنگ رہ گیا، اس جواب کی ہر گز توقع نہ تھی، التمش نے کراہ کر آنکھیں میچیں، ہرمزِ توران نے شہزادی کی پیشکش قبول کی "ناممکن" اس کی گردن نفی میں ہلی "تم" ناگوری سے کہتے وہ پلٹا اور اس سے قبل کہ وہ آگے کچھ کہتا دروازے پہ دستک ہوئی پھر پہرے دار کا چہرہ ابھرا۔

"ملکہ ایلف تشریف لائی، وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں" پہرے دار نے اطلاع دی، التمش نے چونک کر طلسی کو دیکھا، دونوں نے نظروں کا تبادلہ ہوا پھر وہ اٹھی اور دائیں جانب رکھی الماری کی اوٹ میں ہوئی۔

"ملکہ ایلف سے کہو التمش آغا منتظر ہے" پہرے دار کو حکم دیتے وہ کرسی پہ بیٹھا۔

"مجھے امید ہے میں تمہارے کام میں خلل کا باعث نہیں بنے ہونگی" دروازے پہ تمودار ہوتے انہوں نے چہرے پہ رسمی مسکراہٹ سجائے کہا۔

"بلکل ملکہ ایسا ہی ہے" سامنے پڑے خاکے کو لپیٹتے وہ گویا ہوا" تشریف لائیے" کنز کو باہر ٹھہرنے کا کہتے وہ تنہا اندر داخل ہوئی اور کرسی پہ شہانہ انداز میں بیٹھی، پہرے دار نے دروازہ بند کیا، کمرے میں بلکل خاموشی چھا گئی۔

"سب خیرت ہے ملکہ میرے کمرے تک کیسے آنا ہوا" کمرے کے معنی خیز سکوت کو التمش کی آواز نے توڑا۔

"سب خیریت ہے التمش آغا بس مجھے ایک معمولی سا مسئلہ درپیش تھا" تسلی آمیز کہتے انہوں نے نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی "کیا تم میری مہمان نوازی نہیں کروگے، بھلے محل ایک ہی ہو مگر ابھی کے لیے میں تمہاری مہمان بن کر آئی ہوں" وہ انگوٹھے سے مسلسل انگشت شہادت میں پہنی انگوٹھی کو گول گول حرکت دے رہی تھی، یعنی معمولی سا مسئلہ بہت اہم ہے، سوچتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیوں نہیں ملکہ مجھے خوشی ہوگی" وہ آگے بڑھا الماری کے پاس رکھے مسہری نما چھوٹی سے میز تک آیا اور مرتبان سے مشروب صاف پیالے میں انڈیلا، طلسی نے زرا سے سا سر نکال کر دیکھا، دونوں کی نظریں ملی پھر اس نگاہ گھما کر ملکہ کو دیکھا، یہاں سے اسے ملکہ کا آدھا رخ نظر آیا۔

"آپ کو کیسا مسئلہ درپیش ہے ملکہ اور میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں" ان کے سامنے پیالہ رکھتے وہ دوبوبارہ اپنی جگہ پہ آیا۔

ملکہ نے پیالے پہ نگاہ ڈالی مگر ہاتھ نہ لگایا" کیا تم واقعی لاعلم ہو کہ ایک ملکہ تمہارے پاس کس مسئلے کے تحت آسکتی ہے" وہ زرانا گواری سے بولیں، الماری کی اوٹ میں چھپی طلسی نے سر جھٹکا۔

التمش نے ٹھنڈا سانس بھرا" میں سمجھ گیا ملکہ، آپ بے فکر ہو جائیں آج کی رات اس شخص کی زندگی کی آخری رات ثابت ہوگی"

"اونہوں التمش آغا" دونوں ہاتھوں کو باہم ملا کر میز پہ رکھتے انہوں نے نفی کی" جان نہیں لینی

التمش کے چہرے پہ اچنبھا ابھرا، ان کے یہ جملے بر خلافِ معمول تھے "پھر "اس کے علاوہ انہیں اور کیا کام ہو سکتا ہے، ایک لمحے کو وہ سوچ میں پڑ گیا، الماری کی اوٹ میں چھپی طلسی کی دلچسپی یک دم بڑھ گئ۔

"جان نہیں لینی التمش آغا بس اسے "وہ آگے کو ہو کر بیٹھی "قرطبہ سے نکالنا ہے"

وہ دھیما پڑ گیا، مطلب معاملہ زیادہ سنگین نہیں تھا، اس نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا، مگر طلسی کی دلچسپی ہنوز برقرار رہی۔

"کون"

"ہرِمز توران"

التمش کے اعصاب نے ایسا جھٹکا کھایا جیسے جسم میں بجلی دوڑی ہو، وہ یک دم سیدھا ہو کر بیٹھا "سپہ سلار ہرِمز توران" دھراتے ہوئے اس نے جیسے یقین دہانی چاہی کہ آیا اس نے درست سنا ہے۔

"بلکل التمش آغا، سپہ سالار ہرِمز توران "انہوں نے اس کا نام توڑ توڑ کر ادا کیا" وہ اپنی مرضی سے اگلے دو دنوں میں قرطبہ چھوڑ کر چلا جائے گا اور آپ اس بات کو یقینی بنائیں "ان کے بے تاثر آنکھیں التمش پہ جمی تھیں، طلسی کے چہرے پہ بے اختیار مسکراہٹ بکھری،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسے کچھ کچھ اندازہ تھا کہ معاملے کا تعلق اسی شخص سے ہو گا جسے شہزادی نکاح کی پیشکش کر چکی ہے،اور یقینا ملکہ اس بات سے بے خبر ہیں ورنہ وہ قسے قرطبہ سے نکالنے کے بجائے موت کا فرمان جاری کرتیں۔

بلآخر التمش کے چہرے پہ مسکراہٹ ابھری، سنہری آنکھوں میں گہری چمک نمایاہوئی،وہ مزید آرام دہ ہو کر بیٹھا"فرض کریں کہ وہ قرطبہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے تو اس سے مجھے کیا حاصل ہو گا ملکہ "

اس سوال پہ ملکہ کے چہرے پہ کوئی تاثر نہ آیا،وہ یقینا تیار تھیں اس سوال کے لیے "اگرچہ یہ کام بہت مشکل ہے لیکن پھر بھی میں تمہیں کچھ حاصل کرنے کے بڑے بڑے خواب نہیں دیکھاؤں گی التمش آغا میں صرف تمہیں سونا دے سکتی ہوں اتنا سونا جسے کمانے میں تمہیں پورا ایک سال لگ جائے وہ میں تمہیں صرف ایک رات میں دی سکتی ہوں"انہوں نے اپنی بات پہ زور دیا۔

"او نہوں۔۔۔میں اس کام کے لیے سونا نہیں لوں گا ملکہ "اس نے نفی کی۔

ملکہ کے چہرے پہ اچنبھا ابھرا"پھر کیا چاہتے ہو تم"ان کے بھنویں کھینچ گئیں"میں تمہیں سونے کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکتی"

"التمش نے سوچنے کے لیے کچھ پل لیے پھر گلہ کھنگارتے آگے ہوا "مجھے جو چاہیے آپ مجھے وہ دے سکتی ہیں"

"کیا" وہ ناسمجھی سے گویا ہوئیں۔

"مجھے آپ سے مشورہ چاہیے" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"مشورہ" ملکہ کو اپنے کانوں پہ شبہ ہوا۔

"بلکہ ملکہ ایک بہت اہم مشورہ" اس کا سر اثبات میں ہلا۔

ملکہ نے گہرا سانس بھرا "کس بارے میں مشورہ چاہیے بتاؤ مجھ سے جس حد تک ہو سکا تمہیں اچھا مشورہ دوں گی"

طلسی دلچسپی سے کان لگائے ہوئے تھی، ملکہ اس کی منتظر تھی، چندپل اسی طرح گہری خاموشی کی نظر ہوئے پھر التمش کی آواز ابھری "کسی خاتون کو متاثر کرنے کے لیے مرد میں کون سی خوبی کا ہونا لازم ہے"

"ہیییں" ملکہ کا دماغ بھک سے اڑا، مارے حیرت کا طلسی کا منہ کھل گیا۔

"کون سی خوبی ملکہ" اس کا سوال اپنی جگہ پہ قائم تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملکہ نے ٹھنڈا سانس ہوا کے سپرد کیا" حسن، کشش، دولت، جرت، بہاری جیسی خوبی کا کسی بھی مرد میں عام بات ہے لیکن ایک مرد کی وفا باقی تمام خوبیوں کو مات دے سکتی ہے، اور یہ وہ واحد خوبی ہے جو دنیا کے آدھے مردوں میں ناپید ہے" ٹھنڈے لہجے میں کہتے وہ لباس سمبھالتے اٹھ کھڑی ہوئیں" وعدے وقت کے ساتھ اپنا اثر کھو دیتے ہیں مگر مرد کی وفا عورت اپنے ساتھ اگلے جہان لے جاتی ہے"

ملکہ کمرے سے نکل گئیں تو طلسی الماری سے کی اوٹ سے باہر ہوئی، التمش اسے اپنی جگہ دونوں ہاتھ پشت پہ کھڑا نظر آیا، اس کی آنکھوں میں پوشیدہ پیغام تھا، طلسی چند پل اسے خاموش نگاہوں سے دیکھی رہی پھر پلٹ کر بغیر کچھ کہے کمرے سے نکل گئی، اب وہ وہاں تنہا تھا، دوازے سے نظر ہٹا کر اس نے نگاہ میز پہ ڈالی مشروب کا پیالہ ان چھوا رکھا، اس وہ اٹھایا اور لبوں سے لگایا، لزیز کھٹا میٹھا محلول گلے سے اترتا گیا۔

"آہ ہرمز توران!۔۔۔۔۔سچ کہتے ہیں تمہارے فارس والے، دوستوں سے زیادہ تم دشمن بنانے پہ یقین رکھتے ہو" اُسے غائبانہ مخاطب کرتے اس نے سرگوشی اور دربان کو آواز دی۔

"جی التمش آغا"

"کیا میرا کوئی پیغام آیا ہے" دربان کے حاضر ہوتے ہی اس نے از حد ضروری سوال داغا۔

"نہیں آپ کا کوئی پیغام نہیں آیا"

اب تک تو آجانا چاہیے، معمول کے مطابق تھوڑی کے بال کھینچتے اس نے سوچا پھر کچھ سوچتے اسے حکم صادر کیا" میں شہزادہ تیمور کی طرف جا رہا ہوں جیسے ہی پیغام آئے مجھے اطلاع کرنا"

"جیسا آپ کا حکم"

اس کے کمرے سے نکلتے ہی دربان نے دروزہ بند کر دیا اور مستعدی سا کھڑا ہو گیا، راہدری سے گزرتے ایک ثانیے کو اس کے قدم رک گئے وہ چونک کر پلٹا اور مخالف سمت کو جاتا راستہ دیکھا، راہداری سنسان اور خالی پڑی تھی مگر ایک مدھم سا سایہ تھا جو پل پل تیزی سے دور ہو رہا تھا، آنکھ سے دربان کو جانے کا اشارہ کرتے وہ دبے قدموں محتاط انداز میں آگے بڑھا، اس کے ہر قدم کے ساتھ زمین پہ پڑتا سایہ دور ہوتا جا رہا تھا وہ تیزی سے دائیں طرف مڑا مگر اب کے سایہ مکمل طور پہ غائب ہو گیا، التمش کی شتاب سنہری آنکھوں نے دور تک راہداری کو دیکھا، وہاں کسی زی روح کا نام و نشان نہ تھا لیکن اسے یقین تھا جو اس نے دیکھا وہ اس کا وہم ہر گز نہ تھا، کوئی یقیناً اس کے کمرے کی کھڑکی کے پاس موجود تھا، ایک نظر اس راستے پہ ڈالتے وہ واپس پلٹا ابھی سے تیمور کے پاس جا کر ہرِمز توران کا قصہ تمام کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

پر تپش شاہی دربار قندیلوں کی سنہری چمک سے روشن تھا، دربار کے دائیں کونے میں گہرے سبز رنگ کی قبا میں ملبوس سلطان قاسم دھکتے آتش دان کے سامنے مسہری پہ بیٹھے تھے، خادمہ نے طشتری میز پہ رکھی اور تعظیم کرتے پلٹ گئی، ملکہ ایلف نے طشتری پہ رکھی چھوٹی سی کیتلی اٹھائی اور ہلکے گلابی رنگ کا بھاپ اڑاتا محلول پیالے میں انڈیلا، قہوے کی خوبصورت رھار میں زعفران کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نمایاں تھے، پیالہ بھرتے انہوں نے سلطان کی جانب بڑھایا۔

"زعفران اور شہد سے خصوصی آپ کے لیے تیار کیا ہے میں نے، اس موسم بہت مفید ہے" کہتے وہ اپنا پیالہ ہاتھ میں تھامے میز کی دوسری سمت مسہری پہ بیٹھی۔

"کون سا ضروری معاملہ درپیش تھا جو آپ نے اتنا تکلف کیا ملکہ" گھونٹ بھرتے انہوں نے استفسار کیا۔

Clubb of Quality Content

لب تھپتھاتے ملکہ نے پیالہ میز پہ رکھا"میرے بھائی کے خاندان کی قرطبہ آمد یقیناآپ کے علم میں ہو گی سلطان معظم "ہنگار سلطان کا سر اثبات میں ہلاتو ملکہ نے اپنی بات جاری کی"ان کی اولاد جوان ہو چکی ہے اور اب وہ ان کی ازواجی زندگی کے متعلق سوچتے ہوئے قرطبہ آناچاہ رہے ہیں" بات ان کے گوش گزار کرتے انہوں نے دوبارہ پیالہ اٹھالیا۔

"کیااناطولیہ میں لڑکیوں کا قحط پڑ گیاہے جو وہ اپنے بچوں کی ازواجی زندگی کے لیے قرطبہ آناچاہ رہے ہیں"ان کے لہجے میں کوئی طنز کوئی طعنہ نہ تھابس سادگی بھرا جملہ تھاجو ملکہ ایلف کو کم از کم طنز کے مترادف لگا۔

"قرطبہ میں کون ساقحط پڑ گیا تھاجو آپ اناطولیہ آئے تھے مجھے بیاہنے"انہوں نے بمشکل خود کو یہ کہنے سے بعض رکھااور چہرے پہ رسمی مسکراہٹ سجائی"وہ زلیخا کی خواہش رکھتے ہیں اپنے بڑے بیٹے کے لیے"

لبوں کی طرف جاتاہاتھ ٹھٹک گیا"زلیخا کی خواہش"وہ اچنبھے سے بولے۔

"درست سناآپ نے سلطان معظم،وہ زلیخا کو اپنی بہو بناناچاہتے ہیں اور اس میں کوئی قباحت بھی معلوم نہیں ہوتی"ان کی خاموشی کو محسوس کرتے ٹھہر ٹھہر کر کہتے ساتھ ملکہ نے کنکھیوں سے ان کے تاثرات کا جائزہ لیا۔

سلطان کی پیشانی پہ سنجید گی کی گہری لکیریں پڑ گئیں "کیا زلیخا کو اتنا دور بھیجنا درست ہے جبکہ ایک معقول رشتہ محل میں موجود ہے "انہوں نے معقول پہ خاصا زور دیا۔

ملکہ کے لبوں پہ طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی "گستاخی معاف سلطان معظم لیکن وہ رشتہ کتنا معقول ہے اس بات کی حقیقت سے آپ بھی واقف ہیں، اپنی تعلیم تک تو وہ مکمل کر نہیں سکا "انہوں نے سر جھٹکا "میں اپنی تربیتِ یافتہ بیٹی کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں ہر گز نہیں دوں گی "اس وقت ملکہ کے فرشتے تک لا علم تھے اس چیز سے جوان کی تربیتِ یافتہ بیٹی کر چکی تھی۔

"آپ کی بیٹی میں ایسے کون سے سرخاب کے پر لگے ہیں جو آپ اسے کسی ایسے شخص کے ہاتھ میں نہیں دیں گی "وہ کچھ اور سوچ بیٹھے تھے لیکن فی الوقت انہیں ملکہ کا صاف اعتراض بلکل نہ بھایا۔

ملکہ کا چہرہ بے تاثر ہو گیا "آپ کیا چاہتے ہیں کہ میری بیٹی بھی مریم خاتون جیسی زندگی گزاریں "ان کی اس بات پہ سلطان کے لب خاموش ہو گئے۔

"اچھا تو ہم سے کیا چاہتی ہیں آپ "انہوں نے صرف اتنا ہی جاننے پہ اکتفا کیا۔

ملکہ نے سکون کا سانس خارج کیا" ہم چاہتے ہیں کہ جب وہ یہاں آئیں تو آپ ان سے ملیں، انہیں دیکھیں، انہیں پرکھیں" انہوں نے سلطان کے ہاتھ کی پشت پہ اپنا ہاتھ رکھا" اس لیے نہیں کہ وہ میرے بھائی کا خاندان ہے بلکہ اس لیے زلیخا ہماری اولاد ہے اس کے لیے اچھا انتخاب کرنا لازم ہے ہم پر" ملکہ کی پرامید نگاہیں سلطان کے چہرے پہ جمی تھی۔

"کل فجر کے بعد ہمیں غرناطہ کے لیے روانہ ہونا ہے جب وہ یہاں آئیں تو ہماری واپسی تک مہمان بن کر رہ سکتے ہیں، ہم غرناطہ سے لوٹنے کے بعد اُن سے ملیں گے، اُنہیں دیکھیں گے اور پرکھیں گے لیکن" وہ قبا جھٹکتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ملکہ ایلف کو شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا" لیکن کیا سلطان" انہوں نے مضطرب نگاہیں اٹھائے انہیں دیکھا۔

"لیکن ہم ان کا انتخاب ماہ جبین کے لیے کریں گے، زلیخا کے لیے ہم نے کچھ اور سوچا ہے" ان کا لہجہ لب ولہجہ فیصلہ کن تھا جیسے وہ سب کچھ پہلے سے طے کر چکے ہوں۔

"ماہ جبین کے لیے" وہ ہونق بنی اٹھی اور ان کے سامنے آئیں۔

سلطان کا سر اثبات میں ہلا" بلکل ماہ جبین کے لیے کیونکہ زلیخا کے لیے ہم بہترین انتخاب پہلے ہی کر چکے ہیں"

"ہم تیمور سے زلیخا کا رشتہ کسی صورت قبول"

"ہم نے ان کے لیے تیمور کو نہیں سوچا" ان کی بات ابھی لبوں میں تھی جب سلطان نے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔

"تیمور کو نہیں سوچا" وہ ٹھہر گئی" پھر کون ہے۔۔۔۔ وہ بہترین انتخاب؟" وہ سراسیمگی کی کیفیت میں بولیں۔

"التمش آغا"

ملکہ ایلف ششدر رہ گئیں، ساتوں آسمان انہیں اپنے سر پہ گرتے محسوس ہوئے، پاؤں کے نیچے سے زمیں نکل گئی، ان لب ادھ کھلے رہ گئے۔

"التمش آغا اور زلیخا" سن ہوتے دماغ کے ساتھ انہوں نے سوچا" اوہ الھی" شاکی نگاہوں سے وہ سلطان کے چہرے کو دیکھے گئیں۔

چند لمحوں بعد وہ سرخ چہرے اور بھینچے ہوئے لبوں کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتی راہداری پار کرتی دیکھائی دیں، آئے گل کا ان کے قدموں سے قدم ملانا مشکل ہو گیا، خلوت گاہ کے سامنے پہنچتے دروازے پہ ایستادہ سپاہیوں نے دروازہ کھول دیا۔

"خیرت ہے ملکہ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں؟ سلطان سے کیا بات ہوئی آپ کی" آئے گل نے انہیں مستقل ٹہلتے دیکھا۔

"آہ یا ربی آہ!" انہوں نے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرے مگر سکون کسی صورت نہ مل سکا، آئے گل تیزی سے آگے بڑھی اور چھوٹی سی میز پہ رکھی صراحی سے پانی نکال کر پیالہ ان کے سامنے کیا، ملکہ ایلف نے بنا تردد کے اسے تھام کر لبوں سے لگایا۔

"کیا سلطانِ معظم نے انکار کر دیا؟" جب وہ پانی پی چکی تو آئے نے استفسار کیا۔

"صرف انکار آئے گل" انہوں نے خشمگیں نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا "انہوں نے صرف انکار پہ اکتفا نہیں کیا آئے گل انہوں نے میری بیٹی کے لیے التمش آغا کا انتخاب کیا ہے" وہ ایک بار پھر غصے کی کیفیت میں چلی گئیں آنکھوں میں کرچیاں سی ابھریں، آئے گل نے حیرت سے منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔

"التمش آغا اور شہزادی زلیخا" وہ بے یقینی سے بڑبڑائی، اس کا بھی وہی ردِ عمل تھا جو اس خبر کو سننے کے بعد ہر عام و خاص شخص کا ہوتا۔

"اب کیا ہوگا ملکہ؟ کیا انہیں انکار کر دیں گی" آئے گل نے دل گرفتہ ہو کر پوچھا۔

"ہر گز نہیں" ملکہ ہذیانی انداز میں بولیں" یہ سلطنت کچھ دنوں کی مہمان ہے،یہودیوں کی مداخلت اورریاست کے ناقص حالات سے ہم سب واقف ہیں ایسے میں، میں اپنی بیٹی کا مستقبل یہاں تباہ ہوتا نہیں دیکھ سکتی "انہوں نے چند لمحوں میں کوئی فیصلہ لیا"سلطان کل غرناطہ روانہ ہوں گے اوران کی واپسی تک میں زلیخا کا نکاح کرا سے اناطولیہ بھیج دوں گی"

"اس کے بعد کیا ہو گا ملکہ "آئے گل نے انہیں مستقبل کا نقشہ دیکھانا چاہا"سلطان کا ردِ عمل بہت سخت ہو گا"

"سلطان کا ردِ عمل "ملکہ نے بے زاری سے سر کو جھٹکا" مجھے فکر نہیں ہے ان کے ردِ عمل کی اگر مجھے کسی چیز کی فکر ہے تو وہ صرف اپنی بیٹی کے آزاد مستقبل کی"اپنی بیٹی کی زندگی کی خاطر وہ اپنے لیے سخت رویہ برداش کرنے کو تیار اور مطمئن تھیں۔

"تم تیاریاں معمول کے مطابق جاری رکھواور کرامت کو میرا پیغام بھجواؤ"ان کا دماغ تیزی سے اگلا لائحہ عمل طے کر رہا تھا،حالت سمبھل چکی تھی مگر غصہ ہنوز قائم تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایسے دیکھوں گے تو نظر لگ جائے گی انہیں"

آواز پہ فوراً سنبھل کر سیدھا ہوا، منہ میں کچھ چباتے ہوئے لؤلؤ خاتون اس کے برابر آ ٹھہری اور مٹھی اس کے سامنے پھیلائی، رستم نے ایک نظر ان کی ہتھیلی پہ ڈالی جس پہ بادام کے دانے رکھے تھے۔

"ارے لے لو! واللہ اس کے بدلے سونا نہیں لوں گی تم سے" وہ اس کے کاندھے پہ تھپکی دیتے انہوں نے جیسے ناک سے مکھی اڑائی، چاروناچار رستم نے چند اٹھا لیے۔

"بہت شکریہ" کہتے اس نظریں دوبارہ منظر پہ کر لیں۔

"جب میں چھوٹی تھی تو میری دادی ہمیں ایک کہانی سناتی تھیں شام کی شہزادی اور ایک فقیر کی" مستقل ہلتے ہوئے منہ کے ساتھ وہ سامنے کے منظر کو دیکھتے ہوئے گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی بولیں۔

Clubb of Quality Content

شام ڈھل رہی تھی، محل کے احاطے میں دور ایک حسین کونے میں آگ جل رہی جن کے گرد رکھے لکڑیوں کے تخت پہ چند امراء کی خواتین سلطان کی پہلی دو بیویاں اور شہزادی نور افروز بیٹھی تھیں۔

"فقیر زیادہ بڑی عمر کا نہیں تھا لیکن تعجب کی بات وہ کسی سے بولتا تھا نہ کسی کی سنتا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی زات سے بھی لا تعلق تھا اس کا لباس میلا ہوتا تھا، چہرہ، ہاتھ، پاؤں، بال سب گندے ہوتے تھے" وہ منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے بولیں "وہ صفائی ستھرائی کے مطلب سے ناآشنا تھا سردی گرمی ہر موسم میں بازار کی چوک میں بیٹھا لوگوں سرگرمیوں کو دیکھتا کرتا تھا جیسے اسے وہاں کسی کا انتظار ہو اور پھر۔۔۔۔ایک دن بازار کی چوک سے شام کی شہزادی کا گزر ہوا"

رستم نے دیکھا ہلکے سرمئی رنگ کے لباس میں ان سیاہ آنکھیں چمک رہی تھیں، کسی کی بات سنتے وہ چہرے پہ ہاتھ رکھتی بہت دھیما سا ہنس دیں، سیاہ آنکھیں چھوٹی ہو گی مگر چمک مزید بڑھ گئی۔

"شہزادی کا چہرہ بے داغ اور اجلا تھا ان کا لباس بہت نفیس تھا، تاج کی چمک دیکھنے والوں کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی جب ان کی بگھی چوک سے گزری تو بازار میں موجود ہر شخص

ٹھہر گیا، شام کی شہزادی ہر شخص کا منظر بن گئی، شہزادی کی نظر جب فقیر پہ پڑی تو اس نے بگھی روکنے کا حکم دیا"

رستم غائب دماغی سی ان کی بات سن رہا تھا، اس کی تمام ترحسوں کا مرکز محل کا احاطہ تھا جہاں اب خواتین اٹھ چکی تھی، شاید الوداعی کلمات بولے جا رہے تھے۔

احاطے کو دیکھتے لوئلوئ خاتون نے اپنی بات جاری رکھی "شہزادی اس فقیر کے پاس گئی اور اس سے سوال کیا"

"اے فقیر! تم اپنی ایسی حالت کیوں بنائی ہے، تم نے اس قدر گندگی خود پہ کیوں طاری کی ہوئی ہے، کیا تمہیں اپنی زات سے محبت نہیں ہے، کیا تمہیں اللہ کی نعمتوں کا ادراک نہیں ہے جو اس نے تمہیں دی ہیں؟"

فقیر نے نگاہیں اٹھائیں، اس کی آنکھیں ہر احساس سے خالی تھی وہ زندہ جسم کے ساتھ مردہ دوح کا مالک تھا جب وہ بولا تو آواز میں لاچاری تھی۔

"مجھے جب سے محبت ہوئی ہے میں اپنی زات کو بھول گیا ہوں مجھے اب صرف اپنے محبوب کی زات یاد رہتی ہے میرا اپنا وجود کہیں گم ہو گیا ہے" بازار والوں نے پہلی بار فقیر کی آواز سنی، شہزادی اور فقیر دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے اور بازار والے انہیں۔

اندھیرا گہرا ہو گیا تھا شہزادی اب پہلوئں سے لباس ٹھائے کنیزوں کے ہمراہ محل کی جانب قدم بڑھا رہی تھی، ان کی چال میں بلا کا اعتماد تھا ہر چیز سے بے نیاز ان کی گردن تنی ہوئی تھی۔

"کون ہے وہ" شہزادی نے پوچھا۔

"شام کی شہزادی" فقیر نے جواب دیا۔

"فقیر کی بات سنتے شہزادی مسکرائی اور اپنے سپاہی کو نزدیک آنے کا اشارہ کیا جیسے ہی سپاہی نزدیک پہنچا شام کی شہزادی نے اس کی تلوار کھینچ کر نکالی اور فقیر کا سر تن سے الگ کر دیا"

وہ بادام نگل نہ سکا، اسے زوردار کھانسی آئی منہ پہ ہاتھ رکھتے وہ نیچے جھکا، لوئلوئہ نے خاتون نے اپنی مٹھی میں موجود آخری بادام منہ میں ڈالا۔

بازار میں ہر شخص ہکا بکا رہ گیا، ہر سمت خوف وہراس پھیل گیا، فقیر کی لاش زمین پہ بہتے خون میں تڑپ تڑپ کر دم توڑ گئی، کسی نے شہزادی سے سوال نہ کیا کوئی کر ہی نہیں سکتا تھا، بازار میں کوئی نہ جان سکا کہ وہ فقیر کیوں مرا لیکن تم، رستم کا کا صرف تم جان سکتے ہو کہ وہ کیوں مرا۔

Clubb of Quality Content

لؤلؤ خاتون نے دیکھا رستم کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا" کیا تم جانتے ہو میں نے یہ کہانی تمہیں کیوں سنائی ہے" رستم نے سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

" کیونکہ عنقریب مجھے تمہارا حال بھی اس فقیر جیسا ہوتا نظر آرہا تھا" وہ دبی سی سر گوشی میں بولیں" تم نے تین دنوں سے لباس نہیں بدلا، ایک ہفتے سے چہرے کی صفائی نہیں کی، تمہارے پاس سے پسینے کی بو آتی ہے" وہ ناک پہ ہاتھ رکھتی اس دور ہوئی" شہزادیاں جتنی ظالم ہوتی ہیں اتنی ہی صفائی پسند ہوتی ہیں انہیں تم جیسا گندا اپنے آس پاس تو کیا اپنے شہر بھی پسند نہیں ہوتا" تمسخرانہ لہجے میں کہتی وہ مڑی اور ستون پہ لگی مشعل اتاری" اگر چاہتے ہو کہ تمہارا سر سلامت رہے تو اپنی زات پہ توجہ دو بجائے اس کے کہ ایک کونے میں مجنو بنے کھڑے رہو"

مشعل لیے اب وہ وہ راہداری کے آخری سرے پہ سیڑھیاں اتر رہی تھی رستم نے ان کی پشت سے نگاہیں ہٹاتے خالی احاطے کو دیکھا، ہاتھ بے ساختہ گردن تک گیا" آہ وہ سلامت ہے" اس نے سکون کا سانس بھرا اور پیچھے ہٹ گیا اب اس کا ارادہ حمام لینے کا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆

"ہیے رکو"

اس کے قدم ٹھٹک کر رک گئے آنکھیں بے زاری سے گھماتے وہ چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ طاری کیے مڑا۔

"کون ہو تم اور قلعے میں کیا کر رہے ہو" سپاہیوں نے کڑکتے لہجے میں پوچھا۔

"میں جسٹن اندریو ہوں، شراب خانے کا مالک، تم شاید یہاں نئے ہو اسی لیے مجھے نہیں جانتے" اس نے مسکرا کر وضاحت دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے لیکن تم قلعے میں کیا کر رہو" اس کی وضاحت نے سپاہیوں کو مزید مشکوک کیا۔

"مجھے کمانڈر داریوش نے بلوایا تھا، انہی سے ملنے آیا ہوں" وہ چند قدم ان کے نزدیک ہوا ،سپاہی تھوڑے نرم پڑ گئے۔

"تم غلط سمت میں جا رہے ہو کمانڈر دوسری منزل پہ ہوتے ہیں"

اندریو کی بھنویں کھینچ گئی، چہرے ہی تفکر چھا گیا" لیکن نیچے موجود سپاہیوں نے مجھ سے کہا کہ کمانڈر تیسری منزل پہ موجود ہیں"

دونوں سپاہیوں نے ایک ساتھ نفی کی "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، کمانڈر دوسری منزل پہ ہوتے ہیں تیسری منزل پہ صرف شہزادی کیتھرین ہوتی ہیں"

"اوو" اندریو کے لب بے اختیار گول ہوئے، اس نے گردن موڑ کر اوپر کو جاتے گول زینے دیکھے، تو یہاں شہزادی ہوتی ہیں، اس نے سوچا اور سپاہیوں سے مخاطب ہوا "بہت شکریہ تم دونوں نے قیمتی وقت بچایا، کبھی آنا میرے شراب خانے تم دونوں کی میزبانی کر کے مجھے خوشی ہو گی"

رسمی جملوں کے بعد اس نے قدم واپس موڑے اور سست روی سے چلتا راہداری پار کرنے لگا، اس کے ہر قدم کے ساتھ سپاہیوں کی باتوں کی آواز بھی دور ہوتی جا رہی تھی۔ مزید دو قدم لینے کے بعد وہ رک گیا اور دھیرے دھیرے سے پلٹا، سپاہی جا چکے تھے راہداری خالی پڑی تھی اندریو کی نظریں سیدھا زینوں تک گئیں اور چند ہی لمحوں بعد وہ تیز تیز قدموں سے تین تین زینے ایک ساتھ پھلانگتا تیسری منزل کی سمت روانہ تھا۔

کھانے کی میز کے دونوں سمت بڑی بڑی موم بتیاں جل رہی تھیں، طرح طرح کے پکوانوں اور لوزامات کی اشتعال انگیز خوشبو نے ماحول معطر کیا ہوا، میز پہ خلافِ معمول خاموشی چھائی

ہوئی تھی پانی کا گھونٹ بھرتے کیتھرین نے ایک خاموش نگاہ سامنے بیٹھے داریوش پہ ڈالی جس کے سامنے رکھا کھانا ان چھوتا پڑا تھا جبکہ دائیں طرف بیٹھی اولیویا کے لب آج صرف خاموشی سے کھانا چبا رہے تھے۔

"کیا قلعے میں کوئی بات ہوئی بھائی جس پہ آپ دونوں میرے سامنے بحث نہیں کر سکتے" بلآخر وہ اس خاموشی سے اکتائی ہوئی بولی۔

داریوش نے ٹھنڈا سانس بھرا جبکہ اولیویا نے کوئی اثر نہ لیا۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے تمہیں ایسا کیوں لگا" اس نے مسکرا کر بہن سے جاننا چاہا۔

"آج آپ دونوں کھانے کی میز پہ بیٹھے ہوئے شہر کے معاملات پہ بات نہیں کر رہے، نہ ہی شادی کے انتظامات کے حوالے سے کوئی بات ہو رہی ہے" حیرت سے کہتے وہ یک دم سیدھی ہوئی اور اولیویا کو مخاطب کی

"کہیں تم بھائی سے خفا تو نہیں ہو کہ وہ کسی اور سے شادی کیوں کر رہے ہیں" اس کی بھوری آنکھوں میں شرارت تھی۔

اولیویا کی سیاہ آنکھوں میں خفگی سمٹ آئی البتہ زبان سے کچھ نہ بولی۔

Clubb of Quality Content

"دیکھا مجھے بھی اسی بات پہ حیرت ہے کہ بھائی کسی اور سے شادی کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اس دنیا میں انہیں تم سے زیادہ کوئی لڑکی پسند نہیں ہو سکتی اور وہ سب سے زیادہ اعتبار بھی تم ہی پہ کرتے ہیں "اس کے نزدیک ہوتے وہ رازداری سے کہہ رہی تھی، اولیویا نے ایک خاموش نگاہ اس پہ پھر داریوش پہ ڈالی۔

"رین بس بہت ہوا اب اسے تنگ مت کرو" داریوش نے بہن کو تنبیہہ کی۔

وہ شانے اچکائے اٹھ کھڑی ہوئی "یقیناً کوئی راز کی بات ہے جو آپ دونوں میرے جانے کے انتظار میں بیٹھے ہیں، اور اس سے پہلے کہ آپ مجھے جانے کا بولیں میں خود ہی چلی جاتی ہوں "بے زاری سے کہتے وہ میز چھوڑ گئی۔

کیتھرین کے جاتے ہی داریوش نے تیزی سے رخ اولیویا کی جانب موڑا "بنیامین کا کہنا ہے کہ میری ماں اندلس کے شہر قرطبہ میں ہے" وہ انتہائی حیرت سے کہہ رہا تھا۔

"اس کی بات درست ہونے کے کافی امکانات ہیں کمانڈر اور وہ خود بھی تو قرطبہ سے آیا ہے" اولیویا نے سادگی سے شانے اچکائے۔

"ہوں تو تمہارا ایسا کہنا ہے" وہ پیچھے کو ہو کر بیٹھا اور مشروب کا گلاس اٹھایا" اور بنیامین کا کہنا کہ میری ماں کی قرطبہ میں موجودگی کا ثبوت میرے اسی قلعے میں موجود ہے" وہ تمسخرانہ کہتے ہنسا۔

اولیویا کو کرنٹ لگا، وہ یک دم سیدھی ہوئی "اسی قلعے میں" نے جیسے تصدیق چاہی۔

"ہاں اس نے یہی کہا تھا" وہ لاپرواہی سے بولا، اولیویا نے پر سوچ انداز میں اپنے سامنے رکھے گلاس میں تیرتا مشروب دیکھا، یہ سب سے اس کی سوچ سے بھی زیادہ پیچیدہ ثابت ہو رہا تھا اس کا دماغ لمحہ بہ لمحہ پچھلے واقعات کو کھوج رہا تھا، عین اسی وقت قلعے کی تیسری منزل کی راہداری میں جھانکو تو جسٹن اندریو احتیاط سے خواب گاہ کا دروازہ کھولتا دیکھائی دیا دروازہ کھولتے ہی وہ اندر داخل ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کیا، کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور ہلکے گلابی پردے ہوا کے دوش پہ پھڑ پھڑا رہے تھے، چاروں اطراف نظر دوڑاتے اندریو نے قدم آگے بڑھائے اور کھلی کھڑکی کے پاس آیا اس مقام پہ کھڑے پورے شہر کا نظارہ کیا جا سکتا تھا سوائے رومی شراب خانے کے چند پل وہ اسی طرح کھڑکی میں کھڑا شہر کو دیکھتا رہا اور پھر کسی بھی چیز کو ہاتھ لگائے بغیر وہ سیدھا سنگھار میز کی جانب بڑھا اور زمین پہ ایک گھٹنا موڑ کر بیٹھا۔

"اوہ خدا! میں جانتا ہوں ایک عورت کے کمرے میں گُھسنا انتہائی معیوب حرکت ہے وہ بھی اس کی غیر موجودگی میں، لیکن میں مجبور ہوں"

بڑبڑاتے اس نے ہاتھ بڑھا کر دراز کھولا، اندر دھول سے اٹی خربوزے کے حجم جتنی چھوٹی سی صندوق رکھی تھی، اندریو نے صندوق کھولی اندر بہت کچھ رکھا تھا مگر اس نے کسی بھی چیز کو چھوئے بغیر کونے میں سے ایک تہہ کیا ہوا کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا، اس سے پہلے کہ وہ کاغذ کھولتا باہر قدموں کی آہٹ ہوئی۔

وہ بجلی کی تیزی سے سیدھا ہوا "لعنت ہو تم پہ اندریو لعنت، تم اتنی بڑی حماقت کیسے کر سکتے ہو" اس نے اندر سے دروازے کی چٹخنی نہیں چڑھائی تھی، وہ بے بسی اور غصہ سے ملے جلے تاثرات سے بڑبڑایا، باہر سے دروازہ کھولا جا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆

سیاہ بادلوں نے افق کی تاریکی کو مزید گہرا اور کامل کر دیا تھا، حسبِ معمول رات کے اس پہر قرطبہ خاموش اور دم بہ خود تھا، آفاق کی ہر شے پہ ایسا سکتہ طاری تھا گویا کسی مرگ کی کیفیت

ہو، ماحول کا یہ سیاق اس کے لیے ظلمت کے مترادف تھا، اس کی پھرتیلی ٹانگیں ہر رکاوٹ عبور کرتی تیزی سے روڑ رہی تھیں اور پیچھے ابھرتی خونخوار جانوروں کی آوازیں بھی ہر پل اس کے قدموں کے ساتھ تیز ہوتی جارہی تھی۔ بھاگتے بھاگتے وہ ایک جگہ ٹھہر گئی، زخم خودہ ران سے بہتا خون زمین کو آلودہ کرنے لگا، سیاہ نم آنکھوں سے اسے پہاڑی کی گھاٹی سے نیچے بہت دور مدھم سی سنہری کرن نظر آئی۔

"بچاؤ کا راستہ، زندگی کی نوید"

خون کی بو سُونگھتے جانوروں کی آوازیں نزدیک تر ہوتی جارہی تھیں، وہ ہوا میں ٹانگیں بلند کرتے ایک جست میں ڈھلان سے اتری، اِسے جلد اُس روشنی تک پہنچنا تھا۔

جنگل کے اس تمام تر احوال کے متناقض زیتون کی مسجد کا احاطہ رات کے اس پہر بھی روشن تھا، قندیلوں سے پھوٹتی سنہری روشنی نے پورے احاطے کو گھیرے میں لیا ہوا تھا فضا میں پر تجسس سا سرور پھیلا تھا، سفید چغے میں لپٹی شہزادی اور مقامی مردانہ لباس میں ملبوس سپہ سالار زیتون کے درخت کے نیچے ایک دوسرے کے مدِ مقابل کھڑے تھے، چہرے پہ چھائے سپاٹ تاثرات کی طرح دونوں کے سرد و جامد احساسات اور جذبات بھی یکساں تھے۔

"میری کچھ شرائط ہیں جو میں نکاح سے پہلے واضح کرنا چاہتی ہوں" کلام کا آغاز ہوا، مخالف نے لبوں سے کچھ نہ کہا محض سر کو ہلکی سی جنبش دی۔

"تم اس نکاح کو خفیہ رکھو گے"

شہزادی کا حکم تھا۔

"صرف میں؟"

حکم بردار کو اعتراض ہوا، اس نے تیور چڑھائے سوالیہ انداز بھنویں اچکائیں۔

اپنی بات کے دوران یہ مداخلت شہزادی کی طبع پہ خاصی ناگوار گزدی "تم سے مراد صرف تم" وہ آخر میں زور دے کر بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

حکم بردار نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا "سہی۔۔۔یعنی آپ جسے چاہے بتا سکتی ہیں"

"نکاح بہت قلیل مدت کے لیے ہو گا" وہ اس کی بات نظر انداز کرتے مزید بولی۔

"اور مدت کا تعین؟"

حکم بردار نے ایک اور سوال اٹھایا۔

(آہ! یہ گستاخ آدمی سوال اٹھانے سے کبھی بعض نہیں آ سکتا) اس کے صبر کا پیمانہ چھلکنے کو بے تاب تھا۔

"مدت کا تعین میں کروں گی سمجھ گئے صرف "میں" وہ اپنے سینے پہ دستک دیتی انتہائے ضبط سے بولی۔

"میں سمجھ گیا" وہ سنجیدہ چہرے کے ساتھ بولا۔

شہزادی نے چغے سے سیاہ رنگ کی پوٹلی نکال کر اس کی جانب بڑھائی، ہرمز نے تھامے بغیر اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"نکاح کے بعد یہ طلائی سکے تم گواہوں کو دو گے اور ان سے کہو گے کہ وہ کچھ دنوں کے لیے روپوشی اختیار کر لیں" وہ تحکم بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی، ہرمز لب بھینچے چند پل خاموش اور پر سوچ نگاہوں سے اس پوٹلی کو دیکھتا رہا۔

"ہرمز" برامدے میں ستون کے پاس نمودار ہوتے عباس نے وہیں سے آواز دی، احاطے کے کونے میں کھڑے دونوں نے ایک ساتھ رخ موڑ کر اسے دیکھا۔

"انتظامات مکمل ہیں" اطلاع دیتا وہ وہیں سے مڑ گیا۔

گردن موڑ کر ہرمز نے ایک اچٹتی نگاہ شہزادی کے چہرے پہ ڈالتے پوٹلی تھام لی "کوئی اور شرط ہے آپ کی جسے آپ واضح کرنا چاہتی ہوں؟" اب وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے معمولی لہجے میں پوچھ رہا تھا یعنی وہ منتظر تھا شہزادی کے شرائط سننے کے لیے۔

"نا۔۔۔نہیں "اسے بہت کچھ کہنا تھا مگر منتظر سنہری آنکھوں کو دیکھتے ایک لحظے بھر کو سارے الفاظ کہیں گم ہوئے، یک دم اسے چاروں اطراف سے گہری ندامت نے گھیر لیا، اس شخص کیا قصور ہے سوائے اس کے کہ میں نے اس کی جان بچائی جب یہ موت کی منہ میں تھا۔

اوہ الٰھی یہ شخص بے قصور ہے زلیخا، یہ معصوم ہے!

"چونکہ اب بھی اصول وہی ہیں جو جنگل میں میری جان بچاتے وقت تھے تو مجھے آپ کی یہ شرائط منظور ہیں "اس نے تمام شرائط مان لی "اندر انتظار ہو رہا ہے ہمارا "پوٹلی ہاتھ میں لیے بغیر شہزادی کے چہرے پہ نظر ڈالے اس نے قدم برامدے کی جانب بڑھائے۔

"کیا یہ آدمی پھر سے طعنہ دے کر گیا ہے "اس کے خیال کے آتے ہی ندامت اور ملال کا ہر جذبا پسِ پشت چلا گیا، خشمگیں نگاہوں سے اس پشت کو دیکھتے وہ چغہ جھٹکتے اسی سمت بڑھی جس جانب وہ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اندر داخل ہوئی تو پہلا احساس اسے حدت کا ہوا،ایک کونے میں بنے آتش دان کی چٹختی آگ کے باعث مسجد کا اندرونی حصہ خاصہ گرم تھا،سفید چغہ اس نے ہنوز پہنا ہوا تھا مگر اب کہ سر پہ اوڑھے سفید کپڑے کو مقامی انداز نے چہرے کے گرد لپیٹا ہوا تھا جس میں صرف اس کی سیاہ آنکھیں واضح تھیں،ننگے پاؤں سے سفید اونی صفوں پہ چلتی وہ اس جانب بڑھی جہاں وہ چند افراد کے ساتھ بیٹھا دیکھائی دیا۔ہرمز کی کسی بات کا جواب دیتے عبداللہ نے گردن اٹھا کر اسے دیکھا،زلیخا کے قدم زنجیر ہوئے عبداللہ کی یہاں موجودگی کی اسے ہرگز توقع نہ تھی۔

"تشریف رکھیں"عبداللہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ہرمز کی برابر والی زمینی نشست کی بیٹھنے کا کہا۔

اس کا سر میکانی انداز میں ہلا،دھک دھک کرتے دل کے ساتھ وہ ہرمز کے برابر آ بیٹھی "کیا اِنہوں نے مجھے پہچانا؟اگر نہیں پہچانا تب بھی چند لمحوں بعد پہچان جائیں گے اور اس کے بعد"خیال کے آتے ہی اس نے آنکھیں میچ لیں۔

"نکاح کا خطبہ حضرت پڑھائیں گے "اس نے اپنے دائیں جانب سے ہرمز کی آواز سر گوشی کی صورت سنائی دی،اس نے نظر گھما کر بائیں سمت دیکھا،دو گواہ اور ان کے ہمراہ بیٹھا عباس،ایک گلٹی اس کی گردن میں ابھر کے معدوم ہوئی اسے سب سے زیادہ خوف اس وقت اپنے والدین کا سوچ کر آیا،اس نے نظریں سیدھی کی۔

"عبداللہ "

اسے اپنی یہاں موجودگی پہ بے حد شرمندگی ہوئی،اس نے فوراً نگاہوں کا زاویہ دائیں سمت موڑا،وہ سنہری آنکھیں اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"اسے روک دو میں اتنی بہادر نہیں ہوں"وہ کہنا چاہتی تھی مگر حلق سے آواز نہ نکل سکی،سیاہ آنکھوں نے اسے پیغام دینا چاہا لیکن شاید وہ آنکھوں کی زبان سے ناواقف تھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم "

کلامات کا آغاز ہوا،اس کی گردن منوں بوجھ تلے دب گئی، نظریں ہتھیلیوں سے ہوتی سفید اونیصف تک گئیں،اسے اپنے گرد سب کچھ شفاف اور بے وزن معلوم ہوا،سب کچھ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہلکااور خلامیں تیر تاہوا۔ایجاب وقبول کا سلسلہ شروع ہوا، صف کی پھیلی سفیدی کو تکتے زلیخانے خود کو اقرار کرتے پایا۔

"قبول ہے"

"قبول ہے"

اسے اپنی زات بے حد وزنی اور اندھی کھائی میں گرتی محسوس ہوئی، اندھیرا، حبس، تنہائی ،خوف، گھٹن، ٹیس ہر احساس حاوی ہو گیا۔وزن اس کی برداشت سے زیادہ ہو گیا، آنکھوں میں بے تحاشا جلن بھر گئی۔

"قبول ہے"

تاریک کھائی کا آخری سیاہ کنارہ اس کی آنکھوں کے سامنے ٹھہر گیا، وزن برداشت سے زیادہ ہو گیا، یک لخط اسے کھائی میں مرد کی واضح مگر شائستہ ونرم آواز سنائی دی، قول واقرار کی آواز، زلیخانے بے ساختہ آنکھیں بند کر کے دوبارہ کھولیں۔

"قبول ہے"

ہرمز توران کہہ چکا اور یہ مرحلہ امر ہو گیا، زیتون کی مسجد میں بیٹھے دو لوگ ایک تعلق میں جڑ گئے اور یہیں سے شہر قرطبہ میں تخت اور تختہ دار کی جنگ کا آغاز ہوا۔

دعائیہ کلمات کے لیے ہاتھ بلند ہوئے، خالی ہتھیلیوں تو تکتے زلیخا کا دل و دماغ شل رہے، زیر لب کچھ پڑھتے ہرمز نے چہرے پہ ہاتھ پھیرے اور گواہوں کے ہمراہ ہی باہر نکل گیا، شاید وہ اس سے زیادہ مروت، تحمل اور برداشت کا متحمل نہ تھا۔

"تم نے یہ سب اپنی خواہش کی تکمیل کی لیے کیا ہے زلیخا" وہ بے یقین تھے، زلیخا کا سر بہت دھیرے سے اثبات میں ہلا۔

عبداللہ نے گہرا سانس بھرا "اپنی خواہشات کو خود پہ اتنا حاوی مت کرو کہ یہ تمہیں تمہارے مقصد سے ہٹا کر اپنے راستے پہ چلانا شروع کر دیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو" وہ افسوس سے کہہ رہے تھے۔

"انہوں نے مجھے بے بس کر دیا تھا" وہ شکست خودہ ہو کر بولی۔

"اُونہوں" عبداللہ نے نفی کی "تم بے بس کبھی نہیں تھی زلیخا کبھی نہیں" ان کے لہجے میں تلخی نہیں تھی رنج تھا جیسے انہیں اس سے یہ توقع کبھی نہ تھی "تم بس ایک آسان مہرے کی تلاش میں تھی اور جیسے ہی وہ تمہیں ملا تم نے استعمال کرنا چاہا"

الفاظ کی ضرب چابک کے مترادف تھی، اس زبان خاموش اور چہرہ تاریک پڑ گیا، عبداللہ نے جو کہا وہ ایک ایک حرف حقیقت تھا، وہ واقعی اسے استعمال کرنا چاہتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے جو کیا سو کیا مگر اب اسے کوئی تکلیف مت دینا" انہوں نے جیسے التجا کی، زلیخا نے چونک کر سر اٹھایا "اندلس ہرِمز توران کے لیے دیارِ غیر ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ دیارِ غیر سے اپنے ساتھ تکلیفیں لے کر جائے"

اس کے چہرے پہ ایک رنگ آکر گزر گیا، اسے اپنا وجود ایک بار پھر اندھیرے میں ڈوبتا محسوس ہوا، تاریکی ایک بار پھر غالب آگئی۔

"شہزادی"

آواز پہ وہ بے یقینی سے پلٹی، گردن چٹخنے کی آواز پاس بیٹھے عبداللہ تک گئی۔

"رات زیادہ گہری ہوگئی ہے آئیں میں آپ کو محل لے چلوں" دروازے کے عین وسط میں کھڑے اس نے عادتاً مختصر جملے اپنا مدعا بیان کیا۔

اس کے پاس کچھ نہ بچا کہنے کو اس مقام پہ کھڑے اسے اپنی زبان الفاظ سے خالی محسوس ہوئی، اثبات میں سر ہلاتے وہ اٹھ کر دروازے کی سمت بڑھی، اسے آتے دیکھ وہ ایک طرف ہو گیا زلیخا دروازہ عبور کرتی برامدے میں نکل گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اجازت دیں حضرت "وہ عبداللہ سے مخاطب ہوا"شہزادی کو محل پہنچانے کے بعد میں یہودی محلے جاؤں گا"ان سے اجازت لیتا وہ پلٹ آیا۔

"گھوڑے باہر کھڑے ہیں"وہ جوتے پہن کر سیدھی ہوئی جب اس نے عقب سے ہرمز کی آواز سنی۔

"تم زحمت نہ کرو، ہلال ہے میرے ساتھ "برامدے کے زینے پہ کھڑے وہ اس کی جانب پلٹی، کم از کم ابھی وہ اس کا سامنا کرنے کی حالت میں نہ تھی۔

"ہلال ؟"سنہری آنکھوں میں ناسمجھی ابھری۔

اب تک کے تمام عرصے میں وہ پہلی بار اتنے کھلے دل سے مسکرائی۔

"میرا گھوڑا"زینہ اترتے اس نے بتایا۔

ہرمز نے اصرار نہ کیا اور شانے اچکائے احاطے میں اس کے پیچھے قدم بڑھائے، ماحول میں ارتعاش پیدا ہوا، باہر کھڑے گھوڑوں کی آوازیں بلند ہوئیں اسی دورانیے میں کوئی تیزی سے دروازہ پار کرتے احاطے میں داخل ہوا، دونوں کی نظریں ٹھہر گئیں، بھورے رنگ کا وہ ہرن انتہائی خوبصورت تھا جس کی پشت پہ چھوٹے چھوٹے سفید نقطے واضح تھے، اِس کا سانس پھولا ہوا اور تنفس تیز تھا، قندیلوں کی سنہری روشنی میں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس کی سیاہ آنکھوں میں تیرتی نمی چمکی، زلیخا نے قدم اس کی جانب اٹھایا جب ہرمز نے اچانک اس بازو تھام لیا۔

"وہ زخمی ہے" اس بازو چھڑوانا چاہا اور ہرمز نے چھوڑ دیا۔

"وہ خوفزدہ ہے" وہ آہستہ آواز بولا "اسے اپنے محفوظ ہونے کا یقین آجائے پھر میں اس کا زخم دیکھوں گا" معمولی لہجے میں اطلاع دی۔

لحظے بھر کو وہ ٹھٹک گئی، "میں کیوں نہیں دیکھ سکتی" بھنویں برہمی بھرے انداز میں کھینچ گئی، زلیخا نے اس کے کہے "میں" کا کچھ اور مطلب اخذ کیا۔

ہرمز نے چونک کر اسے دیکھا، سنہری آنکھیں ایک چھوٹے سے ثانیے کو مسکرائیں، ایسا زلیخا کو لگا۔

"میں نہیں چاہتا یہ مسکین بھی آپ کا مقروض کہلائے" اس نے سادگی سے شانے اچکائے۔

"ہک ہاہ" شہزادی کے تو مانو سر پہ لگی اور تلووں پہ بجھی۔

"یہ۔۔۔ محدود مدت کے لیے ہے ہرمز توران" تند نگاہوں سے اسے دیکھتے وہ دانت پیس کر غرائی۔

Clubb of Quality Content

"بلکل "اس نے تائید کی۔

"آہہ الٰهی" یہ شہزادی کے ضبط کی انتہا تھی جو وہ اِس گستاخ سپہ سالار کو سلامت چھوڑ کر پلٹی اور بغیر سہمے ہرن پہ نظر ڈالے مسجد سے باہر نکلی گئی، ہرمز نے پہلے کونے کی سمت جاتے ہرن کو دیکھا پھر اس دروازے کو جہاں سے وہ نکلی تھی، ٹھنڈا سانس ہوا کے سپرد کرتے وہ بھی اسی جانب ہو لیا۔ مسجد کی گلی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی وہ باہر نکلا تو اسے سیاہ گھوڑے پہ بیٹھی شہزادی تاریکی میں دور ہوتی نظر آئی، چند پل گزرنے کے بعد جیسے ہی وہ منظر سے غائب ہوئی ہرمز کی انکھیں بدل گئیں، اس نے بہت آہستگی سے استین میں چھپا خنجر نکالا اور تاریکی میں بغیر چاپ پیدا کیے گلی کے موڑ کی جانب قدم بڑھائے۔ سیاہ چغے میں وہ جو کوئی بھی تھا ہرمز کے پہنچنے تک اس نے پھرتی سے چغے میں ہاتھ ڈال کر نکالا اور ہرمز کے سامنے کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ خنجر مخالف کی گردن تک لے جاتا نظر اس کے ہاتھ پہ پڑی اور وہ ٹھہر گیا، خنجر والا ہاتھ دھیرے دھیرے نیچے گرا۔

"اجازہ"

ڈھکے چہرے کے ساتھ مخالف کی آواز ابھری، ہرمز نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے چمکتا ہوا چاندی کا سکہ اٹھایا، گلی میں قدموں کی چاپ ابھری شاید کوئی اسی طرف آرہا تھا، اسی پل سیاہ چغے والا شخص چھلانک لگاتے دیوار پہ چڑھا اور اسی خاموشی گم ہو گیا جس خاموشی سے آیا تھا۔

"میں نے انہیں سب سمجھا دیا ہے وہ کچھ دنوں کے لیے شہر، کیا ہوا تم یہاں ایسے کیوں کھڑے ہو" اپنی دھن میں بولتا وہ اسے ساکن کھڑا دیکھ رک گیا" اجازہ ہے؟" سکے پہ نظر پڑتے اس نے پوچھا۔

"ہوں"

اس نے ہنگار بھرا، آنکھوں میں تشویش بڑھ گئی، سکہ مٹھی میں دبائے وہ مسجد کے احاطے میں داخل ہوا، ہرن اب سنہری روشنی والی قندیل کے نیچے کھڑا تھا ران سے بہتا خون خشک ہو گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہ ہرن کے پاس رک گیا اب کے ہرن خوفزدہ نہ ہوا، ہرمز نے سکے والا ہاتھ قندیل کی روشنی سامنے کیا، عباس نے دیکھا روشنی پڑتے ہی سکے پہ موجود ننھے ننھے عجیب و غریب نقش و نگار واضح ہوئے اور ساتھ ہی ہرمز تو ران دنگ رہ گیا، سکے پہ جمی سنہری آنکھیں ساکت ہوئیں۔

"کیا ہے؟"ہرمز کی دنگ ہوتی صورت دیکھ کر عباس تیزی سے بولا۔

"ایکیتین"اس کے لبوں میں نامحسوس سی جنبش ہوئی۔

"کب"عباس کے لبوں سے بے اختیار پھسلا۔

"کل"گہرا سانس لیتے اس کی آواز ابھری۔

"اوہ"عباس کے ہونٹ گول ہوئے،دونوں کے درمیان گہری خاموشی حائل ہوگئی۔

کافی دیر خاموشی چھائی رہی پھر عباس نے استفسار کیا"پریشانی کیا ہے، کل جانے کی یا قرطبہ سے جانے کی؟"

ہرمز کا سر نفی میں ہلا"پریشانی قرطبہ سے جانے کی نہیں ہے"اس نے کراہ کر آنکھیں میچیں اور روشنی کے نیچے سے ہٹ گیا"بلکہ۔۔۔اس نکاح کی ہے جو میں تھوڑی دیر پہلے قرطبہ کی شہزادی سے کر چکا ہوں"اس کے آواز میں شدید جھنجھلاہٹ سمٹ آئی،وہ ایک بار پھر شدید ناخوش نظر آیا اپنے فیصلے پہ۔

"ہوں۔۔۔۔پھر اب آگے کیا ارادہ ہے"ہنگار بھرتے عباس نے جاننا چاہا۔

سنہری آنکھیں پر سوچ انداز میں چھوٹی کئے اس نے پیشانی پہ بکھرے بال پیچھے کیے اور وہ عباس کی جانب گھوما "میں نے خود پہ کیے احسان کی قیمت ادا کر دی ہے اور اب نکاح کی مدت ختم کرنے کا وقت ہے "اس کا لہجہ سپاٹ اور انداز سراسر مشینی تھا۔

"ہیں "عباس بھونچا کر رہ گیا "اتنی جلدی "

ہرمز نے جیسے اس کی بات سن کر ان سنی کی "اکیتین کے سفر سے میری واپسی کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے اسی لیے اس نکاح کو ختم ہونا ہے، تم شہزادی کو کل ملاقات کا پیغام بھیجواؤ، ابھی مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے "عجلت سے اسے ہدایت دیتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا مسجد کے دروازے کی جانب بڑھا، عباس نے مغموم نگاہوں سے اس پشت کو دیکھا پھر توجہ ہرن کی جانب مبذول ہوئی۔

"وہ تو چلا گیا ہے آؤ پہلے میں تمہارا زخم دیکھوں پھر شہزادی کو پیغام بھیجیں گے "(تو اس کا زخم دیکھنا دونوں کے نصیب نہ تھا)

"بلآخر یہ قلیل مدت ختم ہونے والی ہے "اصطبل میں ملکہ کی لگام کھولتے اس نے مطمئن سی سرگوشی اور رکاب پہ پاؤں رکھتا اس پہ سوار ہوا، سد شکر یہ زیادہ عرصہ نہیں چلے گا،

اب کے دماغ مطمئن اوع ہلکا پھلکا ہو گیا، عین اسی وقت محل کے اصطبل میں وہ ہلال سے اتری اور باگ چھوڑتے چہرے پہ حیرت انگیز تاثرات سجائے اس کے سامنے آئی۔

"میں نے نکاح کرلیا ہلال "حیرت کی جگہ یک دم خوف اور صدمے نے لے لی"اوہ الھی میں نے۔۔۔میں نے نکاح کرلیا"

☆☆☆☆☆☆

"تو آپ کہنا چاہتے ہیں کہ ہرمز توران سے ہماری جان صرف ایک ہی صورت میں چھوٹ سکتی ہے" تیمور نے رک کر جیسے تصدیق چاہی، وہ اسی کے ہمراہ اس کے ذاتی کمرے میں آیا تھا اور جو بات ان کے مابین ہوئی تھی وہ تیمور کے لیے خاصی حیران کن ثابت ہوئی۔

التمش نے سنہری آنکھیں جھپک کر اسے مثبت اشارہ دیا" بلکل شہزادے"

"موت کی صورت؟" تیمور کو اب بھی یقین نہ آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

التمش نے تحمل کا مظاہرہ کرتے ایک بار پھر اپنے الفاظ دھرانے کا سوچا "ہرمِز توران سے ہماری جان صرف اس کی موت کی صورت میں ہی چھوٹ سکتی ہے شہزادے"

"زبردست" وہ یک دم پرجوش ہوتے کرسی چھوڑ کر اٹھا "پھر دیر کس بات کی ہے ابھی سپاہیوں کو حکم جاری کرتے ہیں اسے مارنے کا" آہ یہ تو اس کی سوچ سے بھی زیادہ آسان تھا۔

اس سے زیادہ بے وقوف شہزادہ اس محل کی اگلی سات نسلوں میں پیدا نہیں ہو سکتا، التمش نے بے اختیار اعتراف کیا، شاید اسے ہر ایک بات خود منہ سے بتا کر سمجھانے کی ضرورت تھی۔

"جس شخص کے ہاتھوں میں قرطبہ کے سپاہیوں کی کمان ہے آپ کو کیا لگتا ہے سپاہی اس کی جان لیں گے، وہ سب تو ہرمِز توران کے ایک اشارے پہ اپنی جانیں قربان کرنے کو تیار رہتے ہیں"

تیمور کے جذبات پہ یک دم اوس پڑ گئی، وہ دھپ سے کرسی پہ گرا، یہ اتنا آسان بھی نہیں تھا "پھر کیسے مرے گا وہ" وہ شدید تشویش میں گھرا بولا۔

Clubb of Quality Content!

التمش اس کے برابر کرسی کھینچ کر بیٹھا، آنکھوں میں واضح چمک تھی "ہم ماریں گے اسے "آواز سرگوشی کی صورت تھی۔

تیمور کا دماغ بھک سے اڑا "ہہ۔۔ ہمم "زبان ہکلائی۔

"بلکل شہزادے ! ہم۔۔۔ میں اور آپ "التمش کی آنکھیں مسلسل چمک رہی تھیں۔

"میں اور آپ ؟"تیمور کے لیے یہ ناقابل یقین تھا۔

التمش نے تیزی سے سر کو حرکت دی "بلکل ہم۔۔۔اور ہم کل ماریں گے اسے "

"کل "وہ بیک وقت حیران اور خوف زدہ ہوا۔

"ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے شہزادے اس سے پہلے کہ وہ ہمارے لیے خطرہ بنے ہمیں یہ اقدام کرنا ہوگا، ورنہ ہمیں بہت نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے "التمش اسے سمجھاتے ہوئے بولا، تیمور کے چہرے پہ سوچ کے گہرے سائے چھا گئے، کمرے میں کافی دیر خاموشی چھائی رہی، پھر اس نے جیسے کوئی فیصلہ لیا۔

"کیسے ماریں گے ہم اسے ؟"اب وہ پوچھ رہا تھا۔

التمش کو بے اختیار یک گونہ اطمینان نصیب ہوا وہ آگے کو ہو کر بیٹھا "شہزادی زلیخا کے زریعے "

"شہزادی کے زریعے "اس نے بے یقینی سے دھرایا پھر تیزی سے نفی کی" نہیں ہر گز نہیں، ہم ایسا نہیں کر سکتے، شہزادی کے زریعے۔۔۔۔ نہیں بلکل نہیں"

" تحمل سے میری مکمل بات سنیں شہزادے" اسے تیمور سے اسی ردِ عمل کی توقع تھی" ہرمز توران کل شہزادی کو مشق دینے محل آئے گا اور اس دوران ہم دونوں ان پہ نظر رکھیں گے اور جس وقت وہ واپس جائے گا ہم اس کا تعاقب کریں گے، جیسے ہی ہمیں موقع ملا تنہا پاتے ہی اسے مار دیں گے "اپنی بات مکمل کرتے اس نے تیمور کا پر سوچ چہرہ جانچا جس پہ رضامندی کا تاثر واضح تھا۔

"کیا ایسا ممکن ہے التمش آغا" لہجے میں معمولی سی تشویش تھی۔

" بلکل ممکن ہے شہزادے" التمش نے پوری تسلی دی" کل کا سورج ہمارے لیے بہت سے نئے راستے ہموار کرے گا، آپ بس بے فکر ہو کر کل کی تیاری کریں"

تیمور کرسی چھوڑی تو التمش بھی ساتھ اٹھا" ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے جیسا کہ آپ نے کہا ،اب میں چلتا ہوں"

التمش نے گردن جھکائی" شب بخیر شہزادے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تیمور کمرے سے نکلا تو اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا، ضرورت کے تحت گدھے کو باپ وہ بناتا ہے جو گدھوں کی خوبیوں سے ناواقف ہوں التمش نے گدھے کو گدھا ہی رہنے دیا اور خود باپ بنے میں عافیت جانی۔

☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ اسی رات کے آخرے پہر کا اختتام تھا، آزانیں ہونے میں مختصر سا وقت باقی تھا اور اس کے بعد یقیناً سارا قرطبہ ایک نئی صبح کے لیے بیدار ہو جاتا، ماحول میں پھیلے سکوت کو اپنے قدموں کی چاپ سے توڑتا وہ بازار المقاطہ کی تنگ گلیوں سے مکمل مطمئن ہو کر گزرتا گیا، اس کی چال سست اور آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں، ایک گلی کے دحانے پہ پہنچتے وہ زینے اترنے لگا، اتنے میں سامنے والا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک ادھیڑ عمر شخص برامد ہوا۔

"ایسی کیا مصیبت آن پڑی تھی جو اس وقت بلایا ہے تم نے" وہ آنکھوں میں شدید ناگوری اور بے زاری لیے اس ادھیڑ عمر شخص کے سامنے ایستادہ ہوا "میرا ہر وقت محل سے نکلنا آسان نہیں ہوتا"

"ایک بہت ضروری کام ہے جسے آج لازمی سرانجام دینا ہے" مخالف نے سر گوشی کی۔

اس نے آنکھیں گھمائیں "کیا پہلے کبھی میں نے اپنا کام ادھوا چھوڑا ہے" وہ سوال نہیں کر رہا وہ بس جتا رہا تھا۔

ادھیڑ عمر شخص نے بغیر اس کی بات کا تاثر لیے بغیر اپنے لباس کے کمر بند میں اٹکی ہوئی شیشے کی چھوٹی سی بوتل نکال کر اس کی جانب بڑھائی۔

"یہ کیا ہے" بے رنگ سے محلول کو اچنبھے سے دیکھتے اس نے سوال داغا۔

"زہر"

یک لفظی جواب پہ اس کی ساری نیند ہوا ہوئی، سوائی ہوئی حسیں اچانک انگڑائی لے کر بیدار ہوئی، اس نے سوالیہ نگاہوں سے سامنے والے کو دیکھا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ اب کون مرنے والا ہے اس کے ہاتھوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یہ اس ترک شہزادے کے لیے ہے جو آج محل آئے گا" مخالف نے اسے رازداری سے آگاہ کیا۔

"اووہ" پہلے اس لب گول ہوئے پھر کنارے مسکراہٹ کی صورت پھیلے۔

"لیکن یاد رہے اس کی موت تمہارے ہاتھوں سے نہیں ہونی چاہیے" ساتھ ہی اس نے اضافہ کیا۔

اس نے تعاجب سے اسے دیکھا" پھر کس کے ہاتھوں ہونی چاہیے اس کی موت" اسے مخالف کی یہ بات پسند نہ آئی۔

مخالف مسکرایا، مکروہ شیطانی مسکراہٹ "اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے کہ ایک ترک شہزادے کی موت قرطبہ کی شہزادی کے ہاتھوں ہو"

اس کے لب ادھ کھلے رہ گئے، آنکھیں تحیر سے پھیل گئیں پھر وہ تیزی سے بولا "نہیں اس سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔کچھ بھی نہیں"

"مجھے یقین ہے ترک اپنے شہزادے کا قتل معاف نہیں کریں گے اور بہت جلد دونوں ریاستیں دوستی سے پہلے جنگ کے دوراہے پہ آمنے سامنے کھڑی ہونگی"

"کام ہوتے ہی میں تمہیں خبر بھیج دوں گا اب میں چلتا ہوں" وہ شیشی لباس میں چھپائے عجلت سے بولا "اس سے پہلے کہ محل مین میری غیر موجودگی محسوس ہو"

مخالف الٹے قدموں واپس مڑا اور لکڑی کا دروازہ کھول کر گم ہو گیا، اس نے لباس کے اوپر سے کمر پہ ہاتھ رکھتے بوتل کی موجودگی محسوس کی، پہلے ترک شہزادہ مرے گا پھر اندلس کی شہزادی، اس کا مزاج یک دم خوشگور ہو گیا، آس پاس کی ہر چیز خوبصورت ہو گئی، اس احساس سے نہیں کہ دو لوگ مرنے والے ہیں بلکہ اس احساس سے کہ ان کی موت کے بعد اسے کچھ حاصل ہو گا کچھ خاص بہت خاص۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆

خواب گاہ میں گہری خاموشی کا راج تھا، اگر کسی چیز کا شور تھا تو وہ تھی اس کی بے ربط دھڑکن ،اسے اس طرح لیٹے کتنی ساعتیں بیتیں وہ اندازہ نہ کر سکا بس وقت تھا جسے وہ انتہائی تحمل اور صبر سے گزار رہا تھا۔ وہیں لیٹے لیٹے اس نے آنکھیں بائیں جانب گھمائیں اسے وہاں وہ سیاہ رنگ کے جوتے پڑے نظر آئے جو کافی دیر سے پڑے تھے جنہیں اتارے

کیتھرین اس وقت پلنگ کے اوپر تھی اور نیچے زمین پہ لیٹے اندریو کا دماغ مستقل اسی کشمکش میں تھا کہ باہر نکلے یا رات گہری ہونے کا انتظار کیا جائے، پلنگ پہ کافی دیر تک جب کوئی جنبش نہ ہوئی تو اس نے دھیرے دھیرے دوسرے سمت کو ہوتے سر باہر نکالا، کہیں کوئی حرکت نہ ہوئی سب کچھ ویسا ہی ساکن رہا۔ زمین پہ ہتھیلیاں ٹکائے وہ تھوڑا سا اوپر ہوا تو نظر سیدھا بھورے بالوں سے ٹکرائی جو کیتھرین کی پشت پہ بکھرے تھے یکایک اسے احساس ہوا کہ وہ گہری نیند میں ہے۔ احتیاط سے باہر نکلتے اس نے بے اختیار آنکھیں موندھ لیں، اگر وہ بروقت پلنگ نے نیچے نہ چھپتا تو اس غیر اخلاقی حرکت کے لیے اسے کتنی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا۔

آرام سے آگے بڑھتے وہ دراز کے سامنے دوبارہ جا بیٹھا اور اسے کھول کر وہ کاغذ اٹھایا جسے وہ عجلت میں ایسے ہی پھینک کر اٹھا تھا، کاغذ اٹھائے وہ جیسے ہی پلٹا بھوری آنکھیں پلنگ تک گئی، اس کی توجہ کھینچنے والی پلنگ پہ لیٹی کیتھرین نہیں بلکہ اس کے پاس پڑی سیاہ جلد والی کتاب تھی، اندریو کے قدم بے اختیار اس سمت اٹھے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

رومن زبان میں لکھی مذہبی عقائد کی کتاب ہاتھ میں اٹھائے اندریو نے پہلا صفحہ کھولا اور اس کی آنکھوں کے آگے یک دم دھند سی چھانے لگی، کتاب کے الفاظ کے ساتھ سفر کرتے کرتے وہ یک دم اکتین کے ساحلِ سمندر پہ پہنچ گیا۔

"عبداللہ یعنی اللہ کا بندہ" پر سکون ٹھہری اور نرم آواز میں اس نے سوال کا جواب دیا، اس کی سیاہ آنکھیں بہت روشن اور پُر نور تھیں۔

"اللہ کا بندہ۔۔۔ ہوں۔۔۔ تو کیا ہر عبداللہ ایسا ہوتا ہے؟" کتاب بند کرتے بھوری آنکھوں والی عورت نے پوچھا، آواز میں تجسس تھا اور اس سے زیادہ حیرت۔

سیاہ آنکھیں مسکرائیں "ایسا سے مراد؟" جواب کے بدلے ایک اور سوال، وہ کچھ پیں رہا تھا ساتھ اس نے جاننا چاہا۔

"ایسا۔۔۔ سے۔۔۔ مراد" رک رک کر کہتے بھوری آنکھوں والی عورت کتاب تھوڑی پہ رکھتے سوچ میں پڑ گئی جیسے اسے اپنی بات سمجھانے کے لیے مناسب الفاظ نہ مل رہے ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں "اس نے بڑی سمجھداری سے بتایا، عورت چونک کر پلٹی، بھوری آنکھوں والا بچہ ہاتھوں ڈھیر ساری رنگین پتھر اٹھائے ہوئے تھا، جنہیں وہ ابھی سمند کے کنارے سے چن کر لایا تھا۔

"ہر عبداللہ ایسا نہیں ہوتا لیکن ہر عبداللہ کو ایسا ہونا چاہیے" کہتے اس نے آگے بڑھ کر مٹھی عبداللہ کی سمت بڑھائی۔

"کیسا" وہ بے ساختہ بولی، سوال پھر وہیں آگیا۔

"جیسا اندلس کا عبداللہ ہے" آنکھیں ٹپٹپاتے ساتھ اس نے عبداللہ سے تصدیق چاہی، جواب میں عبداللہ نے کچھ کہا مگر کیا، وہ سب بھول گیا آنکھوں کی دھند جھٹ گئی منظر صاف ہو گیا، قلعے کی خاموش خواب گاہ میں کھڑے اس نے سامنے موجود شہزادی کا چہرہ دیکھا، وہ بلکل اپنی ماں جیسی تھی مگر اس کا نصیب، سوچ کو جھٹکتے اس نے آرام سے کتاب واپس رکھی اور دبے قدموں خواب گاہ سے نکل گیا۔

راہداری سے گزرتے اس کے تاثرات عام تھے لیکن یہ عام تاثرات زیادہ دیر برقرار نہ رہ سکے، اس نے شدید ناگواری سے آنکھیں گھمائیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"شراب خانے کے ساتھ کیا تم قلعے کے بھی مالک ہو" اس کے قدم سے قدم ملاتے بنیامین نے پوچھا۔

"میں کم از کم تمہارے کسی سوال کا جواب دہ نہیں ہوں" وہ سنجیدگی سے بولا اور آگے بڑھ گیا۔

"تم نے شراب بنانا کس سے سیکھا" سوال غیر متوقع تھا اندریو کے چلتے قدم رک گئے، آنکھوں کا رنگ بدلا مگر وہ پلٹا نہیں۔

"میں نے کہا نا کہ میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں" وہ سرد آواز میں غرایا۔

بنیامین کی نیلی انکھیں مسکرائیں، ان میں فتح کا رنگ نمایا تھا" مجھے یقین نہیں تھا مسلمانوں نے یہ کاروبار بھی شروع کر دیا ہے" صور سی سرگوشی تھی، اندریو کا پورا وجود پتھر کا ہو گیا، بے جان اور ساکن مگر محض ایک لمحے کے لیے اور پھر وہ واپس پہلے والی حالت میں آ گیا۔

"پھر تو تمہیں زیادہ احتیاط کرنی چاہیے مسلمان تمہارے ساتھ کچھ بھی کر سکتے ہیں" سرد آواز میں اسے تنبیہہ کرتے وہ آگے بڑھ گیا مگر وہ جانتا تھا مسلمانوں کچھ کریں نہ کریں

Clubb of Quality Content

بنیامین بہت کچھ کرے گا۔ باورچی ضانے میں پہنچتے اس نے وہیں دروازہ بند کرتے آستین کے اندر سے کاغذ نکال کر کھولا۔

"میں نے اکیتین عبداللہ کے لیے کبھی نہیں چھوڑا"

کاغذ کے درمیان سیاہی سے ایک سطر تحریر کی گئی تھی، اگر وہ اس سطر کو نہ بھی پڑھتا تب بھی وہ جانتا تھا "میری سیمون" نے اپنا شوہر، اپنے بچے اور اکیتین عبداللہ کے لیے نہیں چھوڑا، اس نے اکیتین اور اپنے بچے کیوں چھوڑے وہ یہ بھی جانتا تھا، بلکہ پورے اکیتین میں صرف وہی جانتا تھا، اسی خاموشی سے کھڑے اس نے وہ کاغذ تہہ کیا اور دوبارہ آستین میں ڈال دیا گو کہ اسے اس کی ضرورت نہ تھی مگر وہ اسے یہاں کسی صورت نہیں چھوڑ سکتا تھا، گہرا سانس بھرتے اس نے اپنے چہرے پہ ہاتھ پھیر کر دوبارہ تاثرات کو برابر کیا، اب اس کا رخ اپنے نئے کمرے کی جانب تھا جو اسی قلعے میں شادی تک ٹھہرنے کے لیے ملا تھا، جب تک کمانڈر کی شادی کی تقریبات تھیں اسے قلعے میں رہ کر بے شمار شراب بنانی تھی، جو شادی کی ہر تقریب میں استعمال کی جاتی۔

☆☆☆☆☆☆

شک کا بیج اگر تنکے برابر بھی پیدا ہو تو اعتبار کا مرحلہ کٹھن ثابت ہوتا ہے وہ بھی کچھ ایسی ہی صورتِ حال سے گزر کر یہاں تک پہنچی تھی، دل کے ہزار انکار کے باوجود اس نے آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں اور عبادت گاہ میں داخل ہو گئی، معمول کے مطابق صبح کے اس وقت عبادت گاہ میں کہیں کہیں صرف بوڑھے ہی موجود تھے، وہ بھی خاموشی سے آگے بڑھتی گئی، موم بتی جلا کر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہاتھ باندھے وہ کئی لمحات تک آنکھیں موندے رہی، چند ثانیے ایسے ہی بیتے پھر وہ اٹھی اور دائیں جانب پردے کے سمت گئی۔

"خوش آمدید" قدموں کی آہٹ پہ پادری کیرٹاس کی توجہ اس سمت مبذول ہوئی جہاں سے وہ داخل ہوئی تھی۔

"بہت شکریہ" وہ ان کے سامنے جا بیٹھی۔

"تمہاری عمر کے لوگ میرے پاس عموماتب ہی آتے ہیں جب انہیں اپنے کسی گناہ کا اعتراف کرنا ہو اور اپنی بقیا زندگی خدا اور لوگوں کی خدمت کے لیے وقف کرنی ہو" کتاب پہ نظریں جما کر کہتے انہوں نے یک دم نگاہ اٹھا کر سامنے بیٹھی اولیویا کی آنکھوں میں جھانکا "لیکن

تمہاری آنکھوں میں وہ پچھتاوا نہیں ہے جو اس عمر کے جوانوں کی آنکھوں میں ہوتا تو میں کیا سمجھوں تم میرے پاس کس مقصد سے آئی ہو"

"میں یہاں کسی پچھتاوے تحت نہیں بلکہ ایک تجسس کے تحت آئی ہوں" کمرے کے چاروں اطراف گہری نگاہ دوڑاتے اس نے اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کیا۔

"کیا تمہارا تجسس مذہب کے متعلق ہے" اپنے تجربات کی بنا پر وہ یہی اندازہ لگا سکے۔

"اونہوں" اولیویا کا سر نفی میں ہلا۔

اب کے پادری کیرٹاس نے کتاب بند کرتے اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو خاصی دلچسپی سے دیکھا "میں تمہارے تجسس کی نوعیت جاننا چاہوں گا" وہ مکمل طور پہ متوجہ ہوئے۔

" جسٹن اندریو کو تو جانتے ہونگے آپ" وہ پادری کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سیدھا مدعے پہ آئی، چہرے پہ بڑا ابڑا درج تھا کہ وہ کئی مرتبہ اسے عبادت گاہ سے نکلتے دیکھ چکی ہے،

اس کے سوال پہ وہ یک دم مسکرا پڑے۔

" جسٹن اندریو کو کون نہیں جانتا" ان کے چہرے پہ کوئی تبدیلی نہ آئی" وہ اپنی کمائی کا تیسرا حصہ اکیتین کے ہر غریب پہ خرچ کرتا ہے اگر کوئی اکیتین میں رہتے ہوئے یہ کہے کہ

وہ جسٹن اندریو کو نہیں جانتا تو مجھے بڑی حیرت ہو گی "لبوں پہ مسکراہٹ اور لہجے میں عقیدت تھی۔

"اور آپ کو اتنی حیرت کیوں ہو گی "اب کے وہی دلچسپی اولیویا کے لہجے میں سمٹ آئی جو جو تھوڑی دیر قبل پادری کے لہجے میں تھی۔

"کیونکہ وہ اکیتین میں کافی مقبول اور اکیتین کے لوگوں کے لیے کافی مہربان ہے" پادری نے ترنت جواب دیا۔

اولیویا کی سیاہ آنکھیں کھل کر مسکرائی مگر چہرہ سپاٹ رہا، وہ آگے ہو کر بیٹھی اور سر گوشی کی صورت پوچھا" مجھے یہی تجسس ہے پادری کیر ٹاس کہ ایک یہودی عورت کا بیٹا اکیتین میں اتنا مقبول اور اکیتین کے لوگوں کے لیے اتنا مہربان کیوں ہے"

پادری کے لب ادھ کھلے رہ گئے، اسے یک دم احساس ہوا کہ یہ لڑکی یہاں کسی خطرناک ارادے کے تحت آئی، چند لمحوں کے لیے وہ بلکل بے زبان ہو گئے۔

کمرے کی فضا میں کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی، اولیویا کی سپاٹ نظریں انہیں کے چہرے پہ جمی تھیں جب ان کی مستحکم آواز ابھری "مقبول ہونا انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتا بیٹی، اس کے اچھے برے اعمال اسے لوگوں کے درمیان مقبول بناتے ہیں اور رہی

بات مہربان ہونے کی تو وہ اپنے گناہ پہ شرمندہ ہے، اسی گناہ کی تلافی کے لیے وہ اس قدر مہربان ہے"

اولیویا کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا، آتی جاتی ہر سانس حلق میں دب گئی" جسٹن اندریو اور گناہ" اس نے بے اختیار دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ لی" کیی س۔۔۔ کیسا گناہ" اس نے بمشکل اپنی آواز کو سنبھالا۔

پادری کیرٹاس نے ٹھنڈا سانس بھرا اور اولیویا کے سیاہ انکھوں میں دیکھا" جہاں تم ابھی بیٹھی یہاں بیٹھ کر شہر کے آدھے لوگ مجھ سے اپنے گناہوں کا اعتراف کر چکے ہیں پیاری لڑکی، جن میں ایک جسٹن اندریو بھی ہے اور جو یہاں گناہ کا اعتراف نہیں کرتے جانتی ہو وہ یہاں بیٹھ کر کیا کرتا ہے؟"

"کیا" اسے اچھنبا ہوا۔

"وہی جو ابھی تم کر رہی ہو" وہ سرد آواز میں بولے "وہ ان لوگوں کا گناہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں جو پچھتاوے کے بعد اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش میں میرے پاس آتے ہیں"

اولیویا کا چہرہ احساسِ ہتک سے سرخ ہوا" میرا مقصد صرف "

"تمہارا مقصد کچھ بھی ہو لیکن میرا مقصد صاف ہے، خدا کے مقدس گھر میں ایک مقدس منصب پہ بیٹھ کر میں تمہیں کسی کے ماضی سے آگاہ نہیں کروں گا" ان کے الفاظ بلکل صاف تھے، وہ سرخ چہرے کے ساتھ چند پل انہیں دیکھتی رہی پھر کچھ سوچتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں، خدا کے مقدس گھر اور مقدس منصب پہ بیٹھ کر یقیناً آپ مجھے کسی کے ماضی سے آگاہ نہیں کریں گے لیکن مجھے کچھ سوچنے دیں زرا" اس نے تھوڑی پہ ہاتھ رکھی اور چھت کی طرف نگاہ دوڑاتے سوچنے کی اداکاری کی پھر معصوم آنکھوں سے ان کے سامنے جھکی "کیسا ہو اگر ہم کسی ایسی جگہ کا انتخاب کریں جو نہ تو خدا کا گھر ہو اور نہ ہی آپ وہاں کسی مقدس منصب بیٹھے ہوں"

پادری کیرٹاس نے حیرت نے اس سیاہ انکھوں والی لڑکی کو دیکھا "ایسی کیا خاص چیز ہے جسٹن اندریو کے پاس جس کے آگے تمہارا جادو بھی بے اثر ہے" کتاب پہ کہنی رکھے وہ بڑی شگفتی سے پوچھ رہے تھے، لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میں بھی یہی جاننے کے لیے کوشاں ہوں کہ ایسا کیا ہے اس مرد کے پاس جس کے آگے نیا کی ہر طاقت بے بس اور ہر جزبہ بے اثر ہے" آخری جملہ وہ زیرلب بڑبڑائی تھی یہ

بڑبڑاہٹ ابھی تک اس کے ذہن میں تازہ تھی مگر عبادت گاہ کا وہ منظر کہیں تحلیل ہو گیا اور اب جو نظارہ نگاہوں کے سامنے وہ بلکل صاف تھا، صبح کی نرم دھوپ میں مسکراتا ہوا جسٹن اندریو اور آنکھوں میں ڈھیر سارا اشتیاق سموئے پاس کھڑی شہزادی کیتھرین۔احاطے میں تازہ پھلوں اور مطلوبہ سامان کا ڈھیر لگا تھا، وہ شراب کا گلاس ہاتھ میں تھامے ایک ایک ٹرنک کا جائزہ لیتا سپاہیوں کا ہدایت دے رہا تھا جب اس نے کتھرین کی موجودگی محسوس کی مگر انجان بے نیاز بنا کھڑا رہا۔

کیتھرین چندپل اسے خاموشی سے دیکھتی رہی پھر لباس اٹھائے تھوڑا نزدیک ہوئی "خوش آمدید"

(یعنی وہ لاعلم ہے) سر جھٹکتے وہ پلٹا، چہرے پہ حیرت انگیز تاثرات سجائے اس نے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا "ڈومینا!" اس نے آنکھیں سکیڑیں "مجھے یقین ہے کہ ہم اس سے قبل بھی مل چکے ہیں "شائستہ رومن لب ولہجہ۔

اس کے تاثرات دیکھ کر کیتھرین کو ہنسی آئی مگر ضبط کر گئی "کیا آپ جتنی بار مجھ لیں گے یہی الفاظ دُھرائیں گے "آنکھوں میں شرارت لیے وہ سنجیدہ بنی۔

Clubb of Quality Content!
ناولز کلب

شراب کا گلاس لیے وہ چند قدم نزدیک آیا، بھوری آنکھوں پہ دھوپ کی نرم شعائیں پڑیں

"اگر آپ مجھ سے اپنا مکمل تعارف کروائیں تو۔۔۔۔یقیناً نہیں "اس نے ایک ہاتھ

سینے پہ رکھا شراب والا ہاتھ ہوا میں پھیلائے وہ اس کے سامنے جھکا۔

"کیا اپنے قلعے میں کھڑے ہو کر میں اپنا تعارف کراؤں" وہ دوبدو بولی۔

اندریو کے چہرے پہ تذبذب تھا پھر یک دم وہ جیسے کسی نتیجے پہ پہنچا۔

"شہزادی" وہ پر یقین تھا۔

کیتھرین کا سر اثبات میں ہلا" بلکل"

"اووو"اس کے لب گول ہوئے "میں کافی سالوں سے ایکتین میں ہوں، روم بھی آتا جاتا

ہوں مگر زیادہ تر وقت ایکتین میں ہی گزارتا ہوں "لحظے بھر وہ جز بز ہوا، کیتھرین کی

نگاہیں اسی پہ جمی رہیں "لیکن اس سے پہلے میں نے آپ کو ایکتین میں کبھی نہیں دیکھا

،کچھ سال پہلے اتفاقاً روم میں عبادت گاہ سے نکلتے دیکھا تھا"

اس کے سوال پہ کیتھرین ٹھنڈا سانس بھر کے رہ گئی "میں بچپن ہی میں اپنی تعلیم کے لیے

روم چلی گئی تھی، پھر اب آئی ہوں "اس کی انکھیں اداس ہو گئیں، شراب کے گھونٹ

بھرتا اندریو پوری یکسوئی سے اس کی داستان سن رہا تھا، وہ سر جھکائے کہہ رہی تھی"

لیکن میں روم کو بہت یاد کرتی ہوں، وہاں میری زندگی بہت پر سکون تھی، وہاں میری سہیلیاں تھی اور "کسی خیال کے تحت اس کا ر تکاز ٹوٹا،اس نے چونک کر سر اٹھاتے سامنے والے کو دیکھا، بھوری آنکھوں کی اداسی جھٹ گئی،اندریو نے تعجب سے اس کے بدلتے تاثرات جانچنے کی کوشش کی۔

"کیا آپ مجھ سے دوستی کریں گے؟"

شراب کا گھونٹ تھا یا سینے پہ پڑنے والی پتھر کی سیل وہ اندازہ نہ لگا سکا، سانس کہیں درمیان میں ملحق رہ گیا، سرخ چہرے کے ساتھ وہ جھکا اور کھانستا چلا گیا، کیتھرین کی متفکر نظریں اس کے جھکے سر پہ جمی تھیں۔سیدھا ہوتے اس نے کیتھرین کے چہرے کو دیکھا، وہ پریشان تھی مگر آنکھوں میں امید کے دیپ جل رہے تھے،ایک گلٹی اس کی گردن میں ابھر کر معدوم ہوئی، یہ سب تو اس کے مقصد کا حصہ نہ تھا پھر یہ سب کیوں ہو رہا تھا۔

"میں ایک مرد ہوں محترم شہزادی آپ کی سہیلی کیسے بن سکتا ہوں" وہ بے چارگی سے گویا ہوا۔

(لعنت ہو تم پہ اندیو کیا بہانا ڈھونڈا ہے) اس نے دل کھول کے خود ملامت کیا مگر بظاہر لب مسکرا رہے تھے اور آنکھوں میں شرارت تھی۔

کیتھرین پورے دل سے مسکرائی" سہیلی نہیں مگر دوست تو بن سکتے ہیں نا"

(یعنی دوستی کسی بھی حال کرنی ہے)

"لیکن آپ مجھ سے سہیلیوں والی کوئی فرمائش نہیں کریں گی"اس نے تنبیہہ کی، کیتھرین نے مسکراہٹ دباتے جھٹ سے گردن ہلائی۔دور کھڑی ولیویا کی نظروں نے کیتھرین کے ملتے ہوئے سر کو نہ دیکھا اس کی نگاہوں کو مرکز بس ایک زات تھی جس کے نرم تاثرات والے چہرے نے اسے گہری سوچ کی کھائیں میں پھینک دیا تھا۔

"کیا یہ چہرہ کبھی کوئی گناہ کر سکتا ہے"ذہن میں سوال ابھرا۔

"نہیں ہر گز نہیں"دل نے فوراً تردید کی۔

☆☆☆☆☆☆

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"سلطانِ معظم اچھا ہوتا اگر آپ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاتے" گہرے سبز رنگ کا قیمتی لباس پہنے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے وہ سر جھکائے سلطان کے پیچھے آ کھڑا ہوا، صبح ابھی تازہ تھی، احاطے کے سبزے پہ برف کے نشانات ابھی تک موجود تھے، خنک موسم میں ان کے منہ سے نکلتا دھواں بھاپ کی صورت اڑ رہا تھا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے التمش، میری غیر موجودگی میں تمہارا محل میں ہونا مجھے زیادہ پر سکون رکھے گا" التمش کی جانب رخ موڑے انہوں نے جواب دیا، اس کے برعکس سلطان سیاہ رنگ کا سفری لباس پہنا ہوا تھا" غرناطہ میں دو دنوں کا اجلاش ہے، اجلاش کے ختم ہوتے ہی میں واپس روانگی اختیار کروں گا مگر ان دو دنوں تک تم محل میں میری آنکھ، کان بن کر رہو گے"

"التمش نے انہیں پر سکون کرتے اثبات میں گردن کو خم دیا" جو حکم سلطانِ معظم میں ایسا ہی کروں گا، آپ کا دستہ تیار ہے"

سلطان نے پلٹ کر رخ احاطے کی جانب کر لیا" کیا ملکہ ایلف کے مہمان پہنچ چکے ہیں" ان کی سیاہ آنکھیں پر سوچ انداز میں دستے پہ جمی تھیں مگر مخاطب وہ التمش سے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی سلطانِ معظم وہ فجر کے قریب محل پہنچ گئے تھے، ملکہ ایلف نے بذاتِ خود ان کا استقبال کیا تھا" آنکھوں میں تذبذب لیے اس نے اطلاع تو دی مگر وہ سلطان کا چہرہ دیکھنے سے قاصر رہا۔

"التمش تم مہمانوں کا ہر طرح سے خیال رکھو گے "ان کی آواز از حد سنجیدہ تھی، انہوں نے ذرا سا رخ موڑا "خیال رکھنے کا مطلب جانتے ہو نا تم "

"آپ بے فکر رہیں "(کیا سلطان نے کوئی برا خواب دیکھا ہے اگر نہیں اس وقت ایسی گفتگو کا مقصد) سنہری آنکھوں سے زمین کو گھورتے اس نے سوچا۔

"غرناطہ سے واپسی پر میں تمہیں اپنے ایک اہم فیصلے سے آگاہ کروں گا" دستے کی جانب قدم بڑھاتے وہ ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے "مجھے امید ہے کہ تم میرے فیصلے سے انحراف نہیں کرو گے مگر تب تک تمہیں شہزادی زلیخا کی نگرانی کرنا ہوگی" اپنی سواری پہ سوار ہونے سے پہلے یہ آخری بات انہوں نے التمش کے گوش گزار کی۔

"کیسا فیصلہ اور کس قسم کی نگرانی" ذہن میں سوال تیزی مچلا مگر ابھی کے لیے اس نے خاموشی میں ہی بہتری جانی۔

"جیسا آپ کا حکم سلطانِ معظم" گردن کو آخری خم دیتے اس نے بگھی کا دروازہ بند گیا، دستہ اپنے سفر کو روانہ ہوا، سرمئی پتھروں سے ابھرتی ٹاپوں کی آوازیں کافی دیر تک احاطے میں گونجتی رہیں اور پھر دستہ محلِ قرطبہ سے نکل گیا۔

"مہمانوں کا خیال"

"اہم فیصلہ"

"شہزادی زلیخا کی نگرانی"

"ہوں! تو ایسا ہے" سوچتے اس نے قدم برامدے کی مخالف سمت بڑھائے "مہانوں کا خیال ! ۔۔۔۔۔اونہوں! اس کے لیے محل میں اور بہت سے لوگ موجود ہیں" اس نے پہلے حکم کی نفی کی "اہم فیصلہ! ۔۔۔۔۔۔لیکن اس کے لیے ابھی دو دن باقی ہیں" یہ بھی مناسب نہ تھا "شہزادی زلیخا کی نگرانی" دھراتے التمش کے خوبصورت چہرے پہ کمینی مسکراہٹ در آئی "الصبح کرنے کے لیے یہ کام خاصہ معقول معلوم ہوتا ہے، کیوں نہ اسی سے دن کا آغاز کیا جائے"

"لیکن یہ کیا" اس کی مسکراہٹ سمٹی، اٹھتے قدم وہیں رک گئے، مشقی میدان بلکل خالی اور سنسان تھا، نہ شہزادی نہ سپہ سالار۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایسا کیسے ممکن ہے "وہ متعجب ہوا" کہیں اسے خبر تو نہیں ہو گئی "رخ واپس موڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس نے سوچا مگر پھر اپنی ہی سوچ کی تردید کی "اسے خبر ہو یہ ممکن نہیں ہے، یہ بات صرف میرے اور شہزادہ تیمور کے درمیان ہے تو پھر وہ کیوں نہیں آیا"

"آہ ہرمز توران آہ! تم ایک ہی بار بتادو آخر چاہتے کیا ہو "اس نے دانت پیسے کر سوچا۔

"التمش آغا "اسے غصے سے گزرتے دیکھ تیمور نے حیرت نے سے پکارا اور اس پلٹنے کا انتظار کیے بغیر اس تک پہنچا" کیا ہوا سب خیریت تو ہے آپ اتنی عجلت اور غصے سے بھرے کہاں جارہے ہیں"

گہرا سانس بھرتے التمش نے چہرے پہ ہاتھ پھیرا "وہ شہزادی کو مشق دینے نہیں آیا، ابھی دیکھ کر آرہا ہوں مشقی میدا خالی ہے"

پہلے تو تیمور چونکا پھر لاپرواہی سے کاندھے اچکائے "میں آپ کو بتانا بھول گیا آج ملکہ ایلف کے مہمان آئے ہیں شہزادی کے رشتے کے لیے اسی لیے اب سے وہ مشق نہیں کریں گی، مگر والدہ نے کہا پریشانی کی کوئی بات نہیں سلطان شہزادی کا رشتہ وہاں طے نہیں کریں گے "وہ پر سکون تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

التمش کی رگوں میں لاوا دوڑنے لگا، یا تو وہ دونوں اس وقت محل میں نہ کھڑے ہوتے یا سامنے والا یہ نمونہ محل کا شہزادہ نہ ہوتا تو وہ اسے اچھے سے بتاتا کہ پریشانی کیا ہے کاش، وہ سوچ کر رہ گیا۔

"آپ کو یہ بات میرے علم لانی چاہیے تھی شہزادے، میں پورا لائحہ عمل ترتیب دے چکا تھا" بہت ضبط کے بعد وہ بولا۔

"اب کیا ہو گا" تیمور کو یک دم تشویش ہوئی "کیا کوئی اور راستہ نہیں ہے"

تھوڑی کھجاتے التمش کافی دیر سوچتا رہا، تیمور متفکر نظروں سے اسے دیکھتا رہا جب اس کی آواز ابھری "اب ایک ہی راستہ ہے"

"وہ کیا" تیمور تیزی سے بولا۔

"یہی کہ ہم شہزادی کا اس تک خود جانے کا انتظار کریں"

"اور اگر شہزادی اس کے پاس نہ گئیں" تیمور نے سوال اٹھایا۔

"یہ ہماری قسمت پہ منحصر ہے شہزادے، اب ہمیں ہر لمحہ ہر پل شہزادی کی نگرانی کرنی ہے"

کہہ کر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا، اب سب کچھ نئے سرے سے ترتیب دینا تھا، ہر چیز کو

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اب کے حالات کے مطابق جگہ پہ لانا تھا جس کے لیے اس کے پاس وقت کی شدید قلت تھی۔

☆☆☆☆☆☆

قرطبہ کی صبح بازار میں بھی تازہ تھی مگر معمول کے مطابق گلی میں افراد کی چہل پہل سے رونق لگی ہوئی تھی، گھروں کی مخروطی چھتوں سے نکلتے دھوئیں کا سلسلہ تمام ہو چکا تھا، گلی کے آخری دھانے میں دیکھو تو زیتون کی مسجد کا دروازہ کھلا ہوا تھا، اندر داخل ہو تو مسجد کا منظر وہی تھا جو ہر دن دیکھنے کو ملتا مگر ایک چیز کا اضافہ تھا جسے پہلے پہل تو محسوس نہ کیا جاتا مگر بعد میں وہ نظارہ دیکھنے والے کی آنکھوں کو ستائش سے بھر دیتا۔ سردیوں کے وسط میں دھوپ کی تمتماہٹ صرف مسجد کی دائیں دیوار اور آدھے احاطے کو گھیرے میں لیتی، جہاں ہمہ وقت کوئی نہ کوئی بیٹھا ہوتا مگر آج وہاں بیٹھا وجود انسان کا نہیں ہرن کا تھا۔ بھورے رنگ کا ہرن دیوار کے پاس دھوپ کی طرف رخ کیے، سیاہ

آنکھیں موندھے بیٹھا تھا، سنہری دھوپ میں اس کے چمکتے بھورے بال دیکھنے والوں کو ایک لمحے کے لیے مبہوت کر دیتے۔

"اس کا رنگ ملکہ جیسا ہے" مروان نے سرگوشی کی اس ڈر سے کہ کہیں وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ نہ جائے۔

"کیا تمہیں ملکہ پسند ہے" اس کے ننھے ننھے ہاتھوں میں نیم گرم پانی کا برتن تھماتے عبداللہ نے سوال کیا۔

"ہاں بہت زیادہ، وہ بہت پیاری ہے" برتن تھامے وہ وہیں کھڑا رہا" میں اس کی سواری کرنا چاہتا ہوں مگر ابھی میری ٹانگیں چھوٹی ہیں اور جب میں بڑا ہو جاؤں کا تب تک تو ملکہ مر جائے گی ہے نا" عبداللہ کی آنکھوں میں دیکھتا وہ تصدیق چاہ رہا تھا۔

عبداللہ نے کچھ خفگی سے اسے دیکھا" تمہیں ایسا نہیں کہنا چاہیے ملکہ کے بارے میں، ہرمز ایسی بات کا بہت برا منائے گا"

مروان نے ناک سے مکھی اڑائی" اس نے کہا تھا وہ ملکہ کسی کو نہیں دیتا، ملکہ بیوی ہے اس کی مگر میں نے دیکھا تھا" آخر میں اس نے آواز کو رازدارانہ انداز میں دھیما کیا" سفید

لباس میں ایک خاتون ملکہ پہ پیٹھی ہوئی تھیں ہرِمز بھی ساتھ تھا مگر وہ دوسرے گھوڑے پہ بیٹھا ہوا تھا"

ہکا بکا کھڑے عبداللہ نے اس کی شکل دیکھی جس کے چہرے پہ صدمہ تھا کہ ملکہ کے ہوئے ہرِمز دوسرے گھوڑے پہ بیٹھا ہوا تھا اور ملکہ پہ وہ خاتون براجمان تھیں۔

"کیا سچ میں تم نے یہی دیکھا، تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہوگی"

"وہ اپنے گھر کے پیچھے والے اصطبل گیا تھا" مروان نے آنکھیں سکیڑیں جیسے اس معاملے میں تو وہ غلط ہو ہی نہیں سکتا "لیکن خیر ملکہ تو مر جائے گے نا" شانے اچکائے وہ مٹی کا برتن لیے صحن کے اس کونے کی جانب بڑھا جہاں ہرن بیٹھا تھا۔

"ملکہ مر جائے گی" اس کی پشت کو دیکھتے عبداللہ بڑبڑایا "ملکہ کیوں مرے گی"

بہت آہستگی سے قدم بڑھاتے مروان نے مٹی کا برتن ہرن کے سامنے رکھا اور خود اس پاس بیٹھا "میں جانتا ہوں تمہیں زخم کیسے آیا، کیا تم بھی مرنے والے ہو" اس نے یاسیت میں ہرن کے پاس سرگوشی کی جو برتن سے پانی پینے کے لیے گردن جھکا چکا تھا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگا کہ ملکہ مر جائے گی" عبداللہ نے پاس بیٹھتے ہرن کی گردن سہلائی، سفیدی مائل ہاتھ اب بوڑھے ہو چکے تھے۔

"مجھے پتہ ہے، ہمارے سارے جانور مر جائیں گے "وہ غم میں ڈوبی آواز میں بولا۔

"تمہیں کیسے پتہ ہے مروان "عبداللہ نے کچھ حیرت سے جاننا چاہا۔

مروان کے چہرے پہ تذبذب اور خوف تھا، عبداللہ چند پل منتظر نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا، گلی کا شور ہنوز قائم تھا دھوپ کی نرم تپش میں اضافہ ہو رہا تھا، دونوں کی نظریں ہرن پہ جمی تھیں "اللہ نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ پہ جو کتاب نازل کی اس میں اللہ نے واضح کیا ہے اس نے ہمیں جتنی بھی نعمتوں سے نوازا ان سب کا مزا اایک مقرارہ وقت تک ہے، اس نے جو جاندار ہم پہ ہلال کیے ہیں ہم ان سے اس وقت تک فائدہ حاصل کرتے رہیں گے جس وقت تک اس نے ہمیں مہلت دی ہے "ہرن پانی پی چکا تھا اب وہ دھوپ کی جانب رخ کیے آنکھیں موندھے بیٹھا تھا، عبداللہ نے برتن اس کے سامنے سے نہ ہٹایا "ہم اللہ کے سب سے محبوب نبی کی امت ہیں مروان، اللہ کبھی اس امت کو اپنی نعمتوں سے نواز کر آزمائے گا تو کبھی اپنی عطا کی گئی نعمتیں واپس لے کر، وہ نعمتیں اللہ کے تعین کردہ وقت تک ہماری نظروں سے اوجھل ہو سکتی ہیں مگر ختم نہیں ہو سکتی، وہ محبوب نبی کی امت کے لیے ہمیشہ موجود رہتی ہیں "پُر شفیق مسکراہٹ سے اس نے مراوان پیٹھ تھپتھائی اور برتن اٹھا کر مڑ گیا، مروان نے گردن موڑ کر اس کی

پشت دیکھی پھر نظر ہرن پہ ڈالی، چہرے کا خوف زائل نہیں ہوا تھا، مگر آنکھوں میں موجود راز چھپ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں، وہیں جہاں آپ ملکہ سے ملی تھیں"

تیسری بار ایک ہی پیغام کو پڑھنے کے بعد اس نے کاغذ کا ٹکڑا میز پہ رکھے چراغ کے نزدیک کیا، آگ کی تپش جب اس کی انگلیوں کے قریب ہوئی تو زلیخا نے اسے چھوڑ دیا، اگلے ہی پل وہ کاغذ میز پہ معمولی سا دھواں اڑاتا راکھ بن گیا۔

"تو آپ ملنا چاہتے ہیں" مسہری چھوڑ کر وہ اٹھی اور آئینے میں اپنا عکس دیکھتے ہوئے تاج کے اوپر اوڑھی گہرے نیلے رنگ کی اوڑھنی درست کی۔

"میں نے تمہارا پیغام قبول کیا ہرِمزِ توران" آئینے پہ آخری نظر ڈالتے وہ مڑ گئی رخ دروازے کی جانب تھا، جیسے خواب گاہ کا دروازہ کھولا باہر خادماؤں کا ٹولہ تیار کھڑا تھا، سیاہ آنکھوں میں یک دم ناگواری اُمڈ آئی۔

"کیا مسئلہ ہے، یہاں کیوں کھڑی ہو" اس نے بمشکل اپنے لہجے میں جھلکتی بیزاری کو قابو کرتے سوال کیا۔

"ملکہ ایلف کا حکم ہے شہزادی، خواب گاہ سے نکلتے ہی آپ کو شاہی باورچی خانے لے جائیں" ایک خادمہ نے گردن جھکائے اطلاع کی۔

شہزادی ضبط کے گھونٹ بھر کے رہ گئی "والدہ خود کہاں ہیں"

"شہزادی"

گردن موڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہ تھی کھردری آواز رستم کاکا کی تھی، سنہری ٹوپی سر پہ سجائے، گالوں کو گلابی لالی سے بھرے وہ مخصوص زاویے میں چلتا آیا اور اس کے سامنے جھکا "صبح بخیر شہزادی، باورچی خانے میں سب کچھ تیار ہے، ملکہ ایلف اپنے مہمانوں کے ساتھ مصروف ہیں تو آپ کی نگرانی کے لیے شہزادی نور افروز موجود ہیں وہیں" خوشگوار لہجے میں کہتے اس نے مہارت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content

"تم نے ملاقات کا وقت نہیں بتایا گستاخ آدمی" غائب دماغی سے اس کی بات سنتے یک لخط اسے خیال آیا، کوفت مزید بڑھ گئی آدھا دن اسی انتظار ڈھل چکا تھا اب باورچی خانے جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

وہ رستم کاکا اور کنیزوں کے کی نگرانی میں شاہی باورچی خانے میں داخل ہوئی تو شہزادی نور افروز اسے وہیں ملیں، وہ آگے بڑھ گئی رستم وہیں چند قدم پیچھے ٹھہر گیا، چہرے کا رنگ مزید کھل گیا۔

"اتنی دیر کیوں کر دی شہزادی سب خیرت تو تھی ہم کب سے منتظر ہیں" اس کے چہرے کو ہاتھوں میں لیتے انہوں نے متفکر لہجے استفسار کیا۔

وہ پھیکا سا مسکرا دی "سب خیریت ہے پھپھی جان بس تیاری میں وقت لگ گیا"

نوافروز نے اثبات میں سر ہلایا "لؤلؤ خاتون نے سب کچھ تیار رکھا ہے آپ نے بس جڑی بوٹیوں کے عرق اور پھلوں کا انتخاب کرنا ہے باقی کا کام کنزیں خود کر لیں گی" اسے لیے وہ ایک کونے میں بڑھ گئیں لؤلؤ خاتون بھی وہیں تھی اسے دیکھتے تعظیم میں جھکی، معمول کے برعکس زبان خاموش اور آنکھیں جھکی ہوئیں تھیں، کنزوں نے ایک دو بار مخاطب کیا سب بھی کوئی جواب نہ دیا۔

Clubb of Quality Content

مسہری پہ بیٹھتے ہی ایک کنیز آگے بڑھی اور طشتری اس کے سامنے کی، زلیخا اب سامنے پڑی ڈھیر ساری جڑی بوٹیوں میں چند چن چن کر طشتری میں رکھتی جا رہی تھی "کیا بابا جان والدہ کے مہمانوں سے ملے "اس نے پاس بیٹھی نور افروز سے سوال کیا۔

"میری ان سے کوئی بات نہیں مہمانوں کے متعلق، وہ آج صبح ہی غرناطہ کے سفر پہ نکلے ہیں "

"غرناطہ کے سفر پہ گئے ہیں؟ "اس نے حیرت سے ہاتھ میں پکڑی جڑی بوٹی طشتری میں رکھی اور پورا رخ ان کی جانب موڑتے پوچھا، آواز معمول سے اونچی ہو گئی۔

شہزادی نور افروز نے کنیز کو ہاتھ سے اشارہ کیا طشتری سمیت وہ ان دونوں سے دور ہو گئی " ایک اہم اجلاس ہونا ہے وہاں، لیکن آپ اتنی حیرت زدہ کیوں ہیں "انہوں نے تشویش سے پوچھا۔

"میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے "بجھے دل سے گردن نفی میں ہلاتے وہ صرف سوچ سکی پھر یک دم کسی خیال کے تحت گردن اٹھا کر انہیں دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" پھپھی جان میں بہت بوجھل محسوس کر رہی، سارا دن خوب گاہ میں رہنے کے بعد اب طبعت اکتاگئی ہے کیا میں تھوڑی چہل قدمی کر آؤں؟ "ان کے ہاتھوں کو تھامنے زلیخا نے پرامید نظروں سے ان کی آنکھوں میں دیکھا۔

"اس وقت "وہ متذبذب ہوئیں "ابھی تو مشروب کے لیے پھل بھی نہیں چنے آپ نے "

"جڑی بوٹیاں میں نے منتخب کر لی ہیں، پھل آپ اپنی پسند کے چن لیں مشروب میں واپس آ کر بنالوں گی "لباس سمبھالتے وہ جلدی سے مسہری سے اٹھ کھڑی ہوئی، یہ اس کا آخری فیصلہ تھا "اگر والدہ پوچھیں تو بتا دیجئے گا میں مزاج بحال کرنے باہر گئی ہوں تھوڑی دیر تک آجاؤں گی "اپنی بات مکمل کرتے وہ ان کی سنے بغیر تیز تیز قدم لیتی باورچی خانے کا دروازہ عبور کر گئی، شہزادی نور افروز نے ایک نظر سامنے بکھری اشیاء پہ ڈالی پھر لوئلوئ خاتون کو مخاطب کیا۔

"آپ یہ تمام اشیاء رکھ دیں شہزادی جیسے ہی واپس آئیں تو مشروب بنانے کی تیاری شروع کریں گے "ان کے چہرے پہ نظر ڈالے بغیر کہتے وہ اٹھ گئیں۔

دم سادھے طشتریاں اٹھاتی لوئلوئ خاتون سے نگاہ نہ اٹھائی گئی، ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو گئیں ،شہزادی باورچی خانے سے نکل گئیں رستم کاکا بھی انہیں کے پیچھے ہولیا، چاروں

Clubb of Quality Content

اطراف گہری خاموشی چھاگئی، دروازے کی طرف دیکھتے لوٗلوٗ خاتون دھپ سے زمین پہ بیٹھی چلی گئیں، چہرے کا رنگ خوف سے سپید پڑ گیا تھا، ایک ہاتھ سر کتا ہوا کمر بند پہ ٹھہر گیا، جیسے ہی انگلیوں نے اس ننھی سے بوتل تو محسوس کیا انہوں نے کرنٹ کھا کر ہاتھ ہٹایا اور گردن پہ رکھ لیا جہاں بہت باریک سی لکیر تھی جیسے خنجر رکھ کر دبایا گیا ہو۔

"الٰھی مجھے معاف کر دے" گردن پہ دونوں ہاتھ رکھے ان کے لب بے آواز ہلے، ہلکی ہلکی تکلیف ابھی تک تازہ تھی، آنکھوں سے نمکین پانی کی روانی جاری ہو گئی "اوہ الٰھی مجھے معاف کر دے، مجھے معاف کر دے، مجھے معاف کر دے" گلے کو جکڑے خوف کے عالم میں وہ مستقل یہی الفاظ دہراتی چلی گئیں۔ باورچی خانے کی خوف اور تکلیف دہ ماحول سے دور محل کی دوسری منزل پہ التمش آغا کے کمرے کے دروازے پہ رک کر ایک سپاہی نے اجازت طلب کی، کمرے میں ٹہلتے التمش نے قدم روک لیے، تلوار کی نوک فرش پہ مارتا تیمور سیدھا ہوا۔

"آجاؤ" اجازت ملتے ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور سپاہی اندر داخل ہوا۔

"کہو کیا خبر ہے" سوال تیمور نے کیا۔

"شہزادی چہل قدمی کا کہہ کر اصطبل کی جانب جاتے دیکھی گئی ہیں" تیمور نے چونک کر التمش کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے جا سکتے ہو تم" التمش نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا، سپاہی سر کو خم دیتا واپس پلٹ گیا۔

"وہ اصطبل کیوں گئی ہیں چہل قدمی تو محل میں رہ کے بھی ہو سکتی ہے" آنکھوں میں تشویش لیے تیمور التمش کے مقابل آیا۔

"یہ تو ہمیں ان کے پیچھے جانے کے بعد ہی علم ہو سکے گا" التمش تیزی سے آگے بڑھا اور میز پہ رکھا اپنا خنجر اٹھایا" ہمیں ان کے پیچھے جانا جلدی کریں" عجلت سے کہتے وہ دروازہ کھولتے باہر نکل گیا، تیمور نے تذبذب سے اپنے ہاتھ میں تھامی تلوار کو دیکھا اور حواس باختہ ہوتے اسے وہیں پھینکتے کر بے بسی کے عالم میں دروازے کی جانب لپکا۔

☆☆☆☆☆☆

کیچڑ اور برف لدے راستے نے گھوڑوں کی رفتار خاصی سست کر دی جس بنا پر انہیں اطراف میں نظر گھمانے کا موقع مل گیا، حدِ نگاہ تک زمین پہ بکھری سفیدی پہ سورج کے بے اثر تپش کا نظارہ ایسا تھا گویا کسی نے ہر طرف سنہری موتی بکھیر دیے ہوں یہ کانچ سی چمک دیکھنے والوں کی آنکھوں کی کافی حد تک بھلی معلوم ہوتی لیکن فی الوقت وہ یہاں نظارہ کرنے کی غرض سے نہیں آئے تھے، مزید چند قدم کا فاصلہ مزید عبور کرتے التمش گھوڑے سے اترا اور نیچے جھک کر نشان کا جائزہ لیا۔

"نشانات ندی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، ہمیں وہیں جانا ہے" سیدھے ہوتے اس نے پر سوچ انداز میں آگے تک دیکھتے اطلاع دی، اس وقت دونوں نے چہرے کو سیاہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔

تیمور بے چینی سے پہلو بدل کر رہ گیا" مگر شہزادی اس طرف کیوں جائیں گی، ہو سکتا ہے یہ نشانات کسی اور کے ہوں" وہ کسی طور پہ آگے جانے کے لیے رضامند نہ تھا۔

التمش دوبارہ زمین پہ جھکا اور کیچڑ پہ بنے اس نشان پہ انگلی پھیری "اس نعل کا نشان وہی ہے جو ہمارے گھوڑوں کے ہیں شہزادہ، یہاں سے گزرنے والے گھوڑے کی نعل وہی ہے جو محل کے اصطبل میں موجود ہر گھوڑے ہے" وہ پر یقین تھا۔

"تو اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ گھوڑا شہزادی کا ہی ہو" تیمور نے اسے اس کے ارادے کے بعض رکھنے کی ایک اور کوشش کی۔

"اگر وہ شہزادی کا گھوڑا نہیں ہے تب بھی میرے لیے یہ جاننا بہت اہم ہے کہ یہ نشانات کس نے چھوڑے "گھوڑے کی لگام تھامے اس نے رخ تیمور کی جانب موڑا "آپ اتنے مضطرب کیوں ہیں آخر"

تیمور کے چہرے پہ پریشانی واضح عیاں تھی "ہم فکر مند ہیں کہ کہیں کچھ غلط نہ ہو جائے التمش آغا، آخر کو وہ ایک سپہ سالار ہے، ہو سکتا ہے اس کے سپاہی اس کے ساتھ ہوں، کیا یہ اتنا آسان ہو گا"

التمش نے بمشکل خود کو کچھ سخت کہنے سے بعض رکھا "ہم اپنے منصوبے کے بہت قریب ہیں شہزادے، گھوڑے یہیں چھوڑ کر آگے ہمیں پیدل جانا ہے" تیمور کو تسلی دیتے وہ اپنے گھوڑے کو لیے آگے بڑھا اور ایک درخت کی ٹہنی سے لگام باندھی، متفکر نگاہوں سے اس کی پشت دیکھتے چار و ناچار اسے بھی گھوڑا التمش کے تعاقب میں بڑھاتے عمل کرنا پڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جھیل سے آتی ندی کے دوسرے کنارے پہ پہنچتے اس نے لگام کھینچی، ہلا کے قدم برف کی تہہ پہ رک گئے، کنارے سے تھوڑے فاصلے پر بڑے سے پتھر پہ بیٹھے ہرمز نے گردن موڑ کر اسے دیکھا بغیر کسی چغے کے شاہی لباس اور تاج میں آج وہ واقعی شہزادی معلوم ہو رہی تھی، زلیخا نے ایک ہاتھ سے ہلال کی باگ تھامی اور دو دوسرے ہاتھ سے لباس اٹھائے ندی کے کچھ بہتے کچھ جمے پانی کو عبور کرنے لگی، ہرمز کی نظریں اس کے ہاتھوں سے ہوتی پاؤں تک گئی، شہزادی کے جوتے بہت قیمتی تھی جن میں شاید پانی کی سرایت ناممکن تھی، ندی پار کرتے اس نے قدم نزدیک ہوتے جا رہے تھے، جب تھوڑے فاصلے پہ وہ ٹھہر گئی تو لگام کھلی چھوڑ دی، اس نے کبھی ہلال کو نہیں باندھا تھا اور اس ہوتے ہلال کبھی اس سے دور نہ جاتا۔ ہرمز کی نظریں اس کے قدموں سے لباس، لباس سے ہاتھوں پھر ہاتھوں سے ہوتی اس کے چہرے تک گئیں، نیلے رنگ کے پردے میں صرف سیاہ آنکھیں عیاں تھی۔

"تمہیں علم ہونا چاہیے ہرمز توران! شہزادیاں ہر مرد کی دعوت قبول نہیں کرتیں" کہتے شہزادی نے ایک ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے پہ پڑا پردہ گرانا چاہا۔

"میری دعوت قبول کر کے آپ تصدیق کر چکی ہیں کہ مرہ مزِ توران کا شمار ہر مرد میں نہیں ہوتا محترم شہزادی" نظریں جھکائے اس نے ادب سے سر کو خم دیا۔

چہرے کے قریب جاتا شہزادی کا ہاتھ وہیں ملحق رہ گیا اس نے پردہ گرانے کا ارادہ بدل دیا، لبوں پہ ابھرتی مسکراہٹ دبانا مشکل تھا مگر یہ نازک سا پردہ اسے چھپانے کے لیے کافی کار آمد تھا۔

"آنا مجبوری تھی" اس نے سادگی سے شانے اچھکائے۔

"لیکن زبردستی نہیں تھی" جملہ بے ساختہ ادا ہوا، لحظے بھر کو دونوں کے درمیان گہری خاموشی حائل ہو گئی پھر شہزادی کے مدہم سی آواز ابھری۔

"میں فرار چاہتی تھی" اس نے سنہری آنکھوں میں دیکھا۔

لب باہم بھینچے وہ چند پل اسے اسی خاموشی سے دیکھتا رہا پھر افسوس سے نفی کی "اور فرار کے لیے آپ نے ایک بار پھر میرا استعمال کیا" اس کے ہاتھوں اور پیشانی کی شریانیں تن گئیں، دونوں نے نظریں ایک دوسرے پہ جمی تھیں، سنہری آنکھوں میں صدمہ اور افسوس تھا جبکہ سیاہ آنکھوں میں نا سمجھی۔

"تمہارا استعما"

زلیخا کے الفاظ لبوں میں رہ گئے اس نے ساکت نگاہوں سے تیر ہرمز کے دائیں کاندھے میں پیوست ہوتے دیکھا، لب بھینچے تکلیف کی شدت سے وہ کاندھے پہ ہاتھ رکھے جھکا، پہلے پہل تو اسے سمجھ نہ آیا کہ ہوا کیا ہے پھر تیزی سے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا، ندی سے دور ڈھلان کے سرے پہ دو نقاب پوش بیٹھے تھے جن میں سے ایک شاید دوسرے تیر سے نشانہ لینے کی تیاری میں تھا، زلیخا کو اپنے بازو پہ سخت گرفت محسوس ہوئی، رخ پلٹ کر سنہری آنکھوں میں دیکھا وہاں ایسی کاٹ تھی کہ زلیخا پل بھر میں منجمد ہو گئی، اسے اپنے حواس شل ہوتے محسوس ہوئے، ہرمز کا چہرہ غصے سے سرخ تھا یا تکلیف سے وہ اندازہ نہ لگا سکی۔

"اپنی فرار کے لیے آپ انہیں مجھ تک لائیں شہزادی" شہزادی کو سلگتی نگاہوں سے دیکھتے وہ سرد آواز میں بولا، لہجے میں غصے سے زیادہ صدمے کی آمیزش تھی۔

"میں نہیں لائی" اس نے کہنا چاہا مگر زبان خشک ہو چکی تھی، اچانک ہرمز نے اسی بازو کو کھینچا ، ایک اور تیر آکر گزر گیا، بہتے آنسوؤں سے درمیان زلیخا نے گردن نفی میں ہلائی وہ یقین دلانا چاہتی تھی کہ وہ کسی کو نہیں لائی اس تک۔

"اپنے گھوڑے پہ بیٹھیں اور محل واپس جائیں" سرد آواز میں کہتے سپہ سالار نے حکم دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہہ۔۔۔نہ" گردن ایک بار پھر نفی میں ہلی، اس کا جواب مکمل ہونے سے پہلے ہرمز اس اس کی کلائی تھامے اٹھا اور اسے اپنے ساتھ کھڑا کرتے ایک درخت کی اوٹ میں ہوا "آپ محل واپس جائیں، وہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گے۔۔۔انہیں ہرمز توران چاہیے"

"تم زخمی ہو میرا گھوڑا لے جاؤ" بروقت اس کے لبوں سے یہی نکل سکا۔

"تاکہ وہ میرے گھر تک پہنچ جائیں" اس نے تلخی سے سر جھٹکا "مجھے کچھ سخت کرنے پہ مجبور نہ کریں شہزادی اپنے گھوڑے پہ سوار ہوں اور محل واپس جائیں" سپاٹ انداز میں کہتے اس درخت کی اوٹ سے باہر کا جائزہ لیا، وہ اس کے باہر نکلنے کے انتظار میں تھے شاید ان کے پاس تیر زیادہ نہ تھے۔

"جائیں" اب کے وہ سختی سے بولا۔

سنہری آنکھوں میں پہلی بار بے یقینی تھی اور یہ بے یقینی شہزادی کے دل پہ ضرب کی طرح لگی مزید کچھ بھی کہے بغیر وہ تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکلی اور بھاگتے ہوئے ہلال تک پہنچی اب کے اسے لباس کی فکر نہ تھی، لگام کھولتے اس نے بھیگی آنکھوں اپنے ہاتھوں کو بری طرح کپکپاتے دیکھا، آنسو مستقل چہرے کو بھگو رہے تھے، وہ خوفزدہ

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

تھی، پہلی بار وہ اتنی خوفزدہ ہوئی ہلال پہ بیٹھتے اس نے ایڑھ لگائی اور مڑ کر دیکھے بغیر اسے دوڑایا۔

"اوہ الھی زلیخا" محل کی راہداری سے گزرتے اس کا سامنا سب سے پہلے نورافروز سے ہوا، اس کی حالت دیکھتے وہ دہل گئیں، روئی ہوئی آنکھیں، سرخ چہرہ، آلودہ لباس "زلیخا کیا ہوا آپ کو یہ سب کیا ہے، اوہ الھی آپ رو کیوں رہی ہیں"

"پھپھی جان اسے تیر لگا ہے" اس کی آواز رندھ گئی۔

"کس کو تیر لگا ہے زلیخا بتائیں ہمیں، آپ ٹھیک تو ہیں" اس کے سرد ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے انہوں تشویش سے پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کس کو"

کھڑے کھڑے وہ ٹھہر گئی بہتے آنسو رک گئے، کیا بتائے وہ کس کو تیر لگا ہے، اس نے نورافروز کے ہاتھوں کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکال لیے۔

"کسی کو نہیں پھپھی جان بس میں بھٹک کر جنگل کی طرف چلی گئی تھی، مگر اب ٹھیک ہوں" آواز سمبھل گئی، متوازن لہجے میں کہتے وہ ان کے برابر سے نکلتی راہداری میں آگے بڑھ گئی، نورافروز نے مڑ کر حیرت سے اس کی پشت کو دیکھا۔

"یہ اتنی خوفزدہ کیوں تھیں آخر" اچنبھے سے بڑبڑاتے وہ اس کی دور ہوتی پشت کو دیکھے گئیں۔

"جاری ہے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842